مجلہ

۱۹۹۰ء بمطابق سنہ ۱۴۱۰ھ

بزمِ ادب

جمعیت حکیمان دہلی کراچی ۔

مجلہ

ملن

سنہ ۱۹۹۰ء
بمطابق سنہ ۱۴۱۰ھ

مجلس ادارت

شہزاد پرویز ——— مدیر و نگرانِ اعلیٰ

معاونین

ہمایوں صادق ۔ معراج الدین ۔ نوید خالد

نعیم الدین شیخ حیدرآباد

محمد جمیل احمد حیدرآباد

بزمِ ادب

جمعیت حکیمانِ دہلی (رجسٹرڈ) کراچی

Scanned with CamScanner
CamScanner

سرپرستِ اعلیٰ

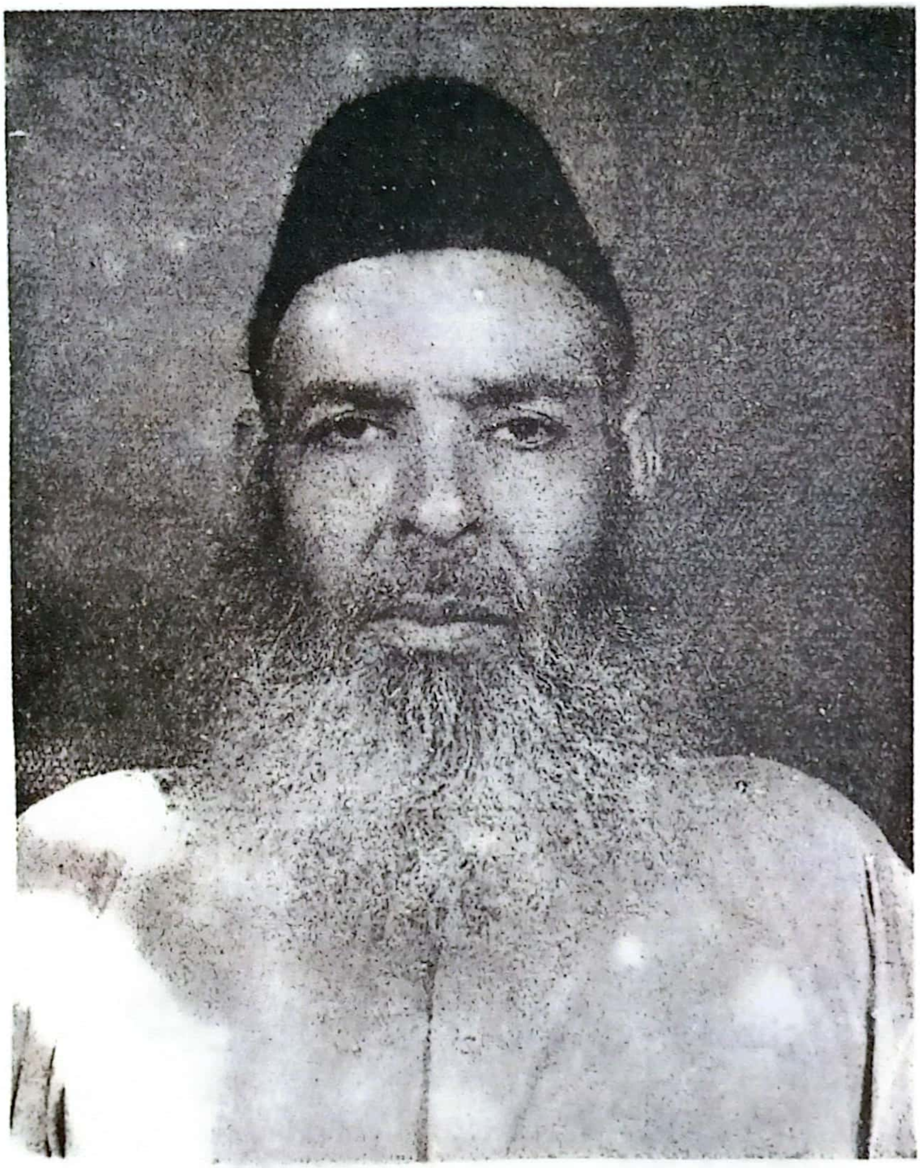

حاجی حبیب احمد صاحب

Scanned with CamScanner

پیغام

میں "مجلہ ملون" کے حوالے سے برادری کے بزرگ اور سمجھدار حضرات سے اپیل کرتا ہوں کہ ہمارے یہاں شادی بیاہ پر ہونے والے فضول اخراجات اور بے جا رسموں کو فی الفور ختم کرنے کی کوشش کی جائے۔ میں خصوصًا نوجوانوں سے یہ اُمید کرتا ہوں کہ وہ اس انقلابی کوشش میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے اور اپنے والدین اور برادری کے دوسرے افراد کے لئے مشکلات پیدا نہیں کریں گے۔ اس ضمن میں میرے پاس چند تجاویز ہیں جو آپ کی نظر کرتا ہوں۔

۱۔ جہیز کے معاملات اور لین دین میں چند مخصوص اور ضروری اشیاء کی حدبندی کی جائے۔

۲۔ مہندی یا مایوں میں کھانا دینے کی غیر شرعی مروجہ رسم کو فی الفور ختم کیا جائے۔ یاد رہے کہ پہلے بھی یہ رسم ہماری برادری میں رائج نہیں تھی۔

۳۔ بارات میں لڑکی والوں کی طرف سے کھانے کی غیر اسلامی رسم کو ختم کیا جائے۔

درخواست گذار

سرپرست اعلیٰ

بزم ادب کراچی

Scanned with CamScanner
CamScanner

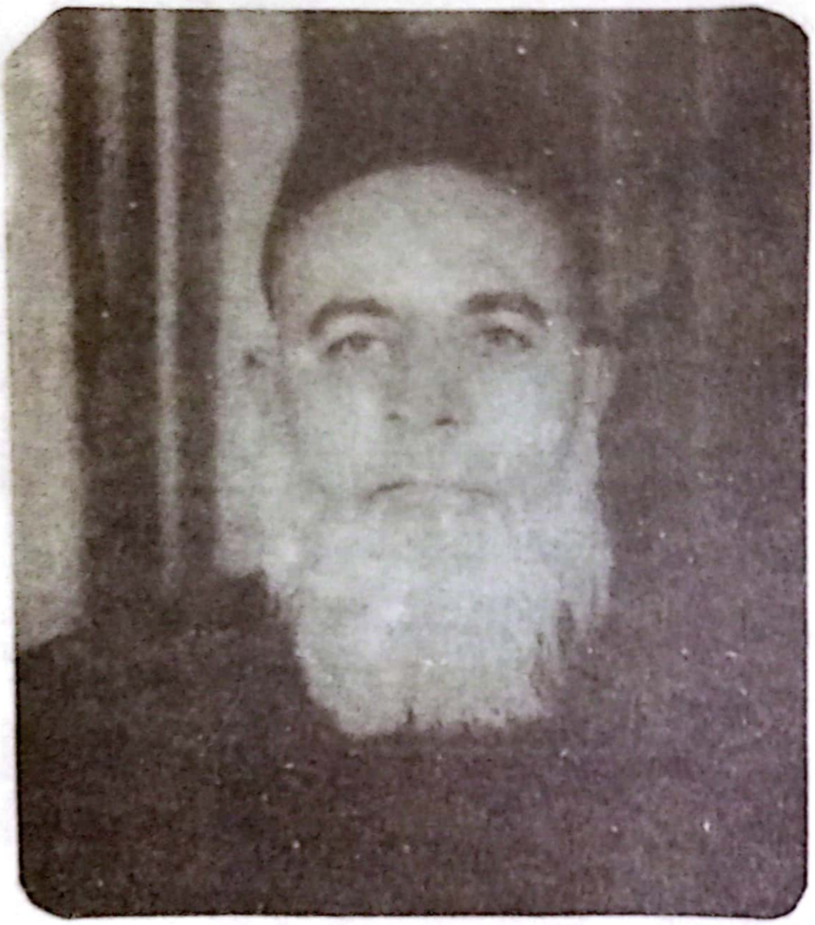

چودھری جمعیت حکیمان (دہلی) کراچی

جناب محمد ایوب قادری

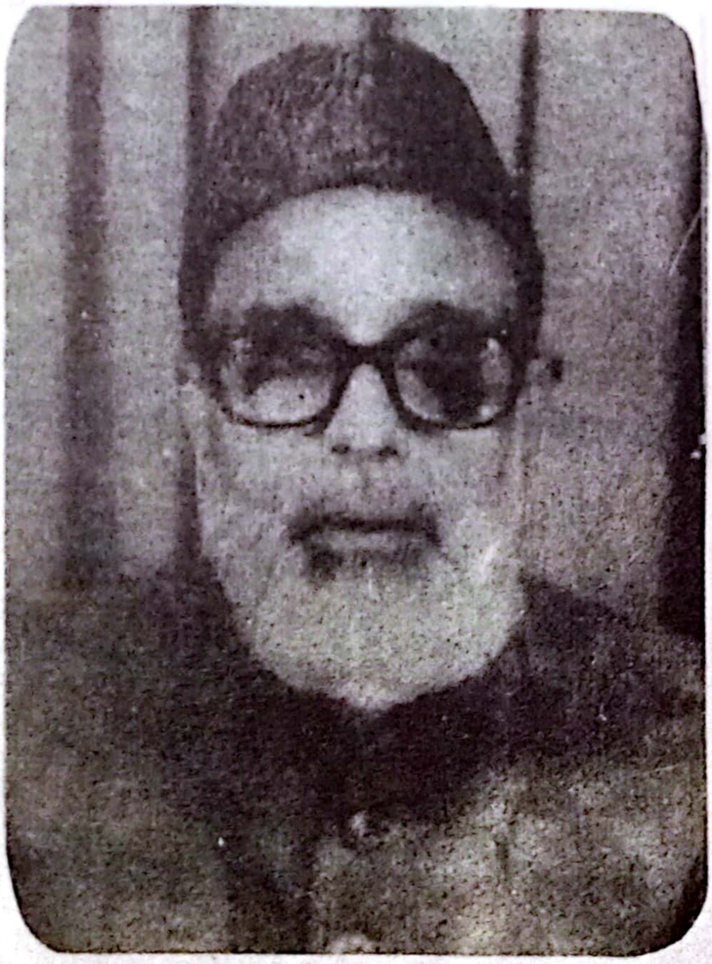

چودھری جمعیت حکیمان (دہلی) رجسٹرڈ کراچی

جناب مقیم الدین

پیغام

میں سب سے پہلے تمام اہلِ برادری کو عید کی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور **مجلّہ ملن** کے حوالے سے اہلِ برادری سے اپیل کرتا ہوں کہ شادی بیاہ کے موقعہ پر بے جا رسم و رواج اور اسراف سے بچیں میں معتبر حضرات سے بھی پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ زکوٰۃ فنڈ کو بڑھانے میں توجہ دیں تاکہ ہماری قرضِ حسنہ کی اسکیم کا دوبارہ آغاز کیا جا سکے۔ اس کے ساتھ **عید الاضحیٰ** کے موقعہ پر چرم قربانی کی کمیٹی سے بھر پور تعاون کریں۔

میں اہلِ برادری سے یہ بھی اپیل کرتا ہوں کہ شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر وقت کی پابندی کا خاص خیال رکھیں۔

شکریہ

چوہدری شیخ مقیم الدین

Scanned with CamScanner

خطبۂ صدارت

میں سب سے پہلے جملہ اکابرین برادری و گرامیان فرینڈز سرکل و اراکین و ممبران بزم ادب کی خدمت میں سلام پیش کرتا ہوں۔ اور مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ ہمارے اسلاف کے حسنِ تدبر اور فکر و عمل سے یہ برادری جو قوم عطاران و حکمان کے نام سے غیر منقسم ہندوستان میں جانی پہچانی جاتی تھی۔

خدمت خلق و تجارت بصورت طبابت و درس و تدریس و تحقیق متعلقہ صحت عامہ اس کا طرّۂ امتیاز تھا۔ نظم و ضبط، رسم و رواج میں منفرد حیثیت تھی آج بھی کراچی میں جمعیت حکیمانِ دھلی کے نام سے منظم و محکم ہے اس میں ایک اعلیٰ مجلس انتظامی ہے جو برادری کے نظم و نسق کو برقرار رکھتی ہے۔ ایک تنظیم فرینڈز سرکل کے نام سے ہے جو نوجوانوں میں یگانگت اور جذبۂ اخوّت پیدا کرنے اور مختلف پروگرام کے ذریعہ خدمت انجام دیتی ہے۔

بزم ادب ہی ایسی تنظیم ہے جس میں برادری کے ہر فرد یعنی بچے، جوان، بزرگ، خواتین کے مزاج کے مطابق سب سے بڑا اجتماع جس میں مذہبی، علمی ادبی اور دورِ حاضر کے مطابق رنگا رنگ پروگرام ہر سال عید الفطر کے موقع پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

یہ اجتماع "بزم ادب" اپنی عمر کی منزلیں طے کر کے ۶۸ ویں منزل میں داخل ہو گیا ہے۔ اس کی بنیاد محب جمعیت، فخر برادری جناب محمد دین خلیقی مرحوم نے ۱۹۲۳ء میں رکھ کر بکھرے ہوئے افراد برادری کو تسبیح کے دانوں کی طرح ایک لڑی میں پرو دیا۔

یہ اُسی مردِ حق کی نگاہ بصیرت اور جذبۂ اخوت کا نتیجۂ فکر ہے کہ رمضان المبارک کا چاند دیکھتے ہی ہر فرد بشر کے دل میں عید کی شادمانیوں اور بزم ادب کے رنگا رنگ دلچسپ اور فرحت بخش ایک دوسرے ملن کا تصوّر قائم ہو جاتا ہے۔ یہی برادری کا جذبۂ وحدت ہے۔

جمیع مخلصین و محبین بزم ادب میں بھی رجب المرجب سے ہی بزم ادب کی لگن پیدا ہوتی ہے۔ پہلا قدم منتظمہ کا انتخاب و مناصب کا انتخاب، تقسیم کار، لائحۂ عمل کی تیاری، رمضان المبارک کے روزوں میں اپنی نجی اور معاشی مصروفیات کے باوجود برادری کے سربرآوردہ مخلصین و محبین یعنی معاونینِ بزم ادب کی خدمت میں حاضر ہو کر مالی استعانت حاصل کر کے انتظامی امور کی تیاریوں میں ہمہ تن مصروف ہو جاتے ہیں۔ منتظمۂ بزم کا ہر رکن اپنے اپنے منصب کے مطابق پوری جد و جہد کرتا ہے۔ تا کہ اسلاف کی قائم کردہ روایت کے ذریعہ بچوں، جوانوں، بزرگوں، ماؤں بہنوں کے پژمردہ چہروں پر عید کی لطافتوں کے سایۂ محبت و اخوت کی کلی چٹکتی کھلتی اور شگفتہ رہے۔

Scanned with CamScanner CamScanner

میں برادری کے اُن تمام افراد کا مشکور رہوں جو شریک ہو کر منتظمہ بزم کی ہمت افزائی کرتے ہیں۔
بالخصوص ان محبین و مخلصین کا جو مالی معاونت سے ہمارے حوصلے بلند کرتے ہیں۔
میں دعا کرتا ہوں کہ یہ مبارک اجتماع اسی طرح اسلاف کی روایت کے مطابق بدلتے ہوئے حالات کے تقاضوں کے تحت ترقی کی منزلیں طے کرتے ہوئے برادری کے اتحاد کو پارہ پارہ ہونے سے محفوظ رکھے۔

از قلم
اخوندزادہ محمد مظہر اختر فریدی
صدر بزم ادب
جمعیت حکمان (دہلی) کراچی۔

Scanned with CamScanner

مجلسِ ادارت

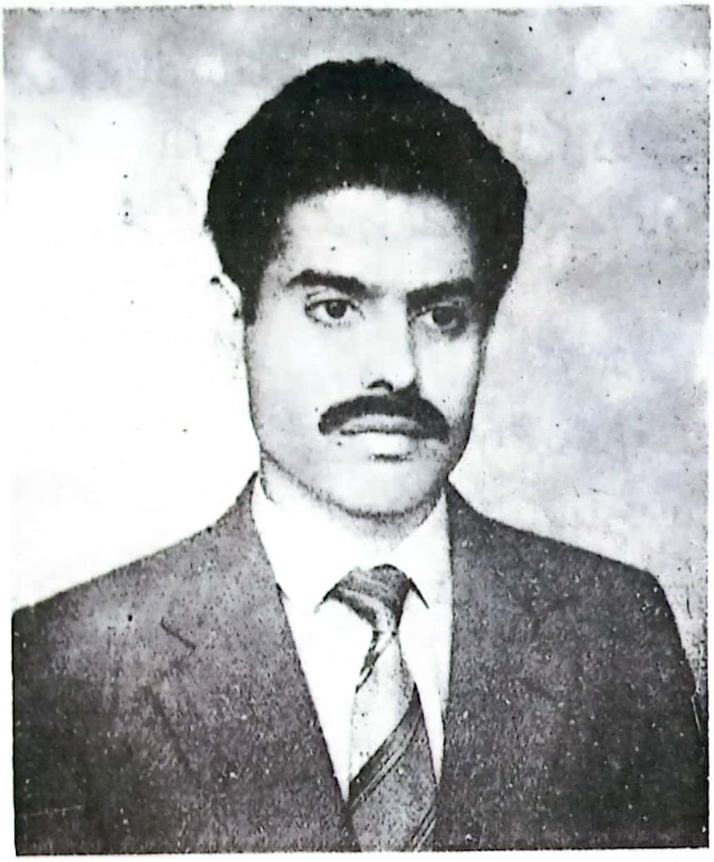

شہزاد پرویز

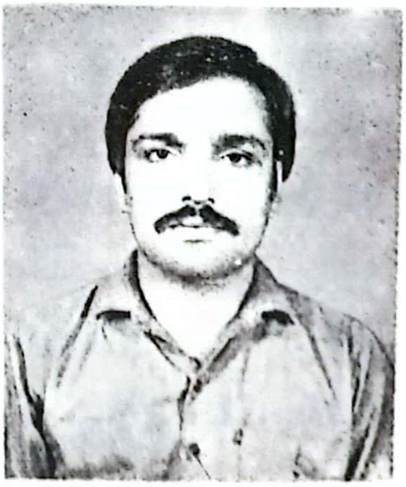

معراج الدین

ہمایوں صادق

نوید خالد

Scanned with CamScanner
CamScanner

اداریہ

مجلس ادارت مجلّہ "ملن" کی جانب سے جملہ افراد جمعیت کو عید کی خوشیاں مبارک ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہزاروں عید کی خوشیاں دیکھنا نصیب فرمائے۔

اس سال "مجلہ ملن" کی تیاری کا کام میرے سپرد کیا گیا۔ اس سلسلے میں جن افراد نے میرے ساتھ معاونت کی ان میں۔

(۱) جناب ہمایوں صادق صاحب (۲) جناب معراج الدین صاحب (۳) جناب نوید خالد صاحب (۴) جناب نعیم الدین صاحب (حیدرآباد) (۵) جناب جمیل احمد صاحب (حیدرآباد) جن کی شب و روز محنت اور لگن سے آج یہ مجلّہ آپ لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔

میں ان تمام اہل قلم خواتین و حضرات اور مشتہرین کا بھی مشکور ہوں جن کے تعاون سے "مجلہ ملن" کی تکمیل کا کام آسان ہوا!

میں امید کرتا ہوں کہ موجودہ ملن برادری کے ہر فرد کیلئے ایک بہتر ساتھی ثابت ہوگا اور آپ قلم کی گرفت اور معاشرتی مسائل جان کر تحریر سے صحیح طرح لطف اندوز ہونگے اگر اس مجلہ میں کسی قسم کی کوتاہی نظر آئے تو بندہ ناچیز کو معاف کر دیجئے گا۔

شکریہ

لٹریری سکریٹری شہزاد پرویز

مجلسِ منتظمہ بزمِ ادب

منظہر اختر فریدی صدر

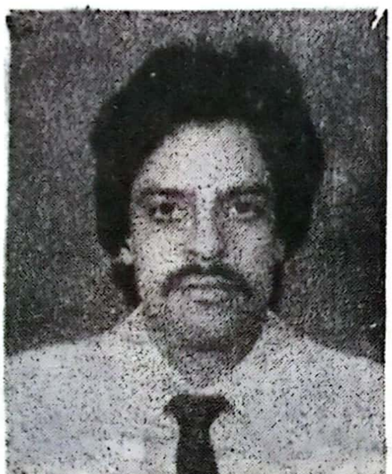

ندیم احمد نائب صدر

محمد آصف جنرل سیکریٹری

Scanned with CamScanner

برائے سال ۱۹۹۰ء

نوید اطہر پروگرام سیکرٹری

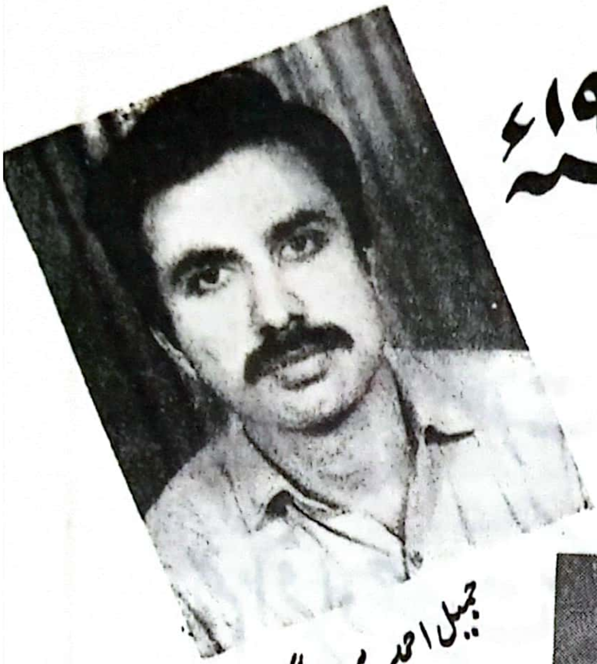

جمیل احمد پروپیگنڈہ سیکرٹری

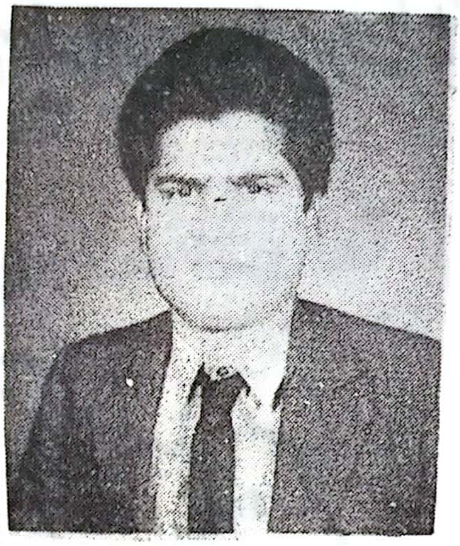

اقبال احمد جوائنٹ سیکرٹری

نبیل اختر فریدی فنانس سیکرٹری

شہزاد پرویز لٹریری سیکرٹری

حسین الدین سوشل سیکرٹری

Scanned with CamScanner

حاضرینِ محفل کو خوش آمدید

عید کے پُر مسرت موقع پر

ہم افراد جمعیت حکیمان (دہلی) رجسٹرڈ کراچی

کی خدمت میں

دلی مبارک باد

پیش کرتے ہیں۔

منجانب

اراکین و مجلسِ منتظمہ بزمِ ادب

عکسِ بزم

آغاز پروگرام ۶ بجے شام

تلاوتِ کلام پاک ——— توصیف اشتیاق

نعت رسُول مقبول ——— رابعہ کوثر

ڈرامہ ——— ننّھے فنکار

تعارف سازینہ

بچّوں کا پروگرام

تعارف مجلس منتظمہ

رنگ ھی رنگ ——— بزمِ ادب کے سنگ

مجلس منتظمہ بزمِ ادب نینو راجا جانی بنانے والے ادارے دل والا اینڈ کو کے پروپرائٹر جناب منصور احمد صاحب کی پروگرام کے مد میں انکے گرانقدر تعاون کی بے حد مشکور ہے۔

آنکھیں

(از۔ آخوند مقبول اختر فریدی)

ہماری برادری جمیت حکیمان (دہلی) کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے بانی اور مورثِ اعلیٰ حکیم ابو شفاء اللہ شہزادۂ تغلق کی بینائی کے علاج کے لئے ایران سے دعوتِ عالی تغلق شاہی پر ہندوستان تشریف لائے تھے۔ یہ کامل طبیب خصوصًا ماہرِ چشم، عالم با عمل، جیّد فقیہی تھے۔

شہزادے کی صحت یابی، بینائی میں روشنی کے بعد شاہ ہند کی درخواست پر وسط دہلی جواب حوض قاضی کے نام سے مشہور ہے۔ سکونت اختیار کی اور منصب قضاۃ پر بھی فائز رہے شاید اسی لئے اس علاقہ کا نام حوض قاضی پڑ گیا۔

حکیم شفاء اللہ کے چار صاحبزادے تھے۔ محققِ چشم حکیم بقاء اللہ، حکیم ذکاء اللہ، حکیم نور الدین المعروف کمرے والے، حکیم محمد باقر (باقرخوانی کے موجد) ان چاروں کو فنِ طب میں کمال حاصل تھا۔ لیکن حکیم بقاء اللہ نے امراضِ چشم کے سلسلہ میں خاص مہارت پیدا کرکے دربارِ شاہی سے ارسطوئے دوراں کا خطاب حاصل کیا۔

آج بھی تحقیقی دور میں آنکھ سے متعلق جو نئے نئے انکشاف ہو رہے ہیں۔ وہ نسل بقائی کے مورثِ اعلیٰ کے ہی مرہون منت ہیں۔

دراصل آنکھ ہی صناعِ قدرت کا انمول، عظیم عملی عضو ہے جس کے بغیر انسان کی حقیقت کچھ نہ تھی جیسا کہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے۔

فجعلنٰہ سمیعاً بصیراً ہ انا ھدینٰہ السبیل

"ہم نے انسان کو کان اور آنکھیں عطا فرمائے اس وقت تک انسان کا تذکرہ تک نہ تھا۔ یعنی تمام اعضاءِ جسم سے قبل قوتِ سماعت و بصارت عطا کی گئی۔ تاکہ ہدایت سن کر کائنات کو دیکھ کر خیر و شر کا امتیاز کر سکے۔ آنکھ ہی وہ جوہر عضو ہے جس سے پورہ وجود انسانی اور کائنات کی رنگینیاں، باعثِ سرور اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے۔

ھب لنا من ازواجنا و ذریتنا قرۃ اعین

آنکھ اردو، ہندی زبان کا لفظ ہے عربی میں عین فارسی چشم کہتے ہیں یہ انسان کی زیب و زینت اور چہرے کو دیدہ زیب بنانے والا عضوئے مرکب ہے یہ ناک کے دائیں بائیں دو خانوں میں پلکوں کی زیرِ حفاظت جملہ اشیاء کائنات، اللہ کی تمام مخلوق کو دیکھنے کا ذریعہ ہے۔ اس میں سات پردے اور تین رطوبتیں ہوتی ہیں یہی تحقیق

اہلِ تصوف کی ہے وہ رطوبتوں کو بھی پردہ قرار دیتے ہیں۔ تحقیق جدید کے مطابق ہر آنکھ میں سات عضلے دو ہڈیاں تین رطوبتیں اور پانچ پردے ہوتے ہیں۔ اس کا ڈھیلا تقریباً ایک انچ ہوتا ہے۔ اور آگے پشت کی جانب نصف انچ سے زائد ہوتا ہے۔ آنکھ میں جو سفید پردہ نظر آتا ہے اس کو پردۂ ملتحمہ کہتے ہیں یہ پردہ دیگر پردوں سے سخت اور مضبوط ہوتا ہے۔

(۲) پردۂ قرنیہ یہ آنکھ کے سامنے پردۂ ملتحمہ کے درمیان ملا ہوا ہوتا ہے۔ بہت صاف وشفاف ہوتا ہے اس کے سامنے کی سطح ابھری ہوئی ہوتی ہے۔ عمر کے تناسب سے کم وبیش ہوتی رہتی ہے۔

(۳) پردہ عنبیہ۔ یہ پردہ گول، نازک، سکڑنے اور پھیلنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ رطوبت بیضہ کے پیچھے ہوتا ہے اس کے درمیان ایک سوراخ ہوتا ہے۔ اِسے آنکھ کی پتلی بھی کہتے ہیں۔ اس پردہ کا رنگ سیاہ، لیکن بعض انسانوں کا عنبریں، نیلگوں رنگ کا بھی ہوتا ہے۔

(۴) پردہ شیمیہ۔ یہ پردہ ارغوانی یا سیاہی مائل ہوتا ہے۔ سامنے کی نسبت پچھلا حصہ موٹا ہوتا ہے۔

(۵) شبکیہ:۔ یہ پردہ بہت نازک ہوتا ہے کل چیزوں کا عکس اس پردہ پر پڑتا ہے۔

(۶) پردۂ عنکبوتیہ:۔ یہ پردہ دراصل رگوں کا جال ہوتا ہے۔ جدید محققین اس کو مستقل پردہ قرار نہیں دیتے بلکہ اس کو وہ رطوبت کہتے ہیں۔ اور یہ رطوبت صلبیدہ کا غلاف ہے۔

(۷) پردۂ جلیدیہ۔ یہ اپنے ملحقہ پردوں سے زیادہ سخت اور مضبوط ہوتا ہے۔ اس کے درمیان بھی ایک سوراخ ہوتا ہے۔ اس کے ذریعہ عصب حسن البصر (روشنی)

آنکھ خالق کائنات کی عجیب وغریب صنعت ہے اس کی حفاظت کے لئے اونچائی پر بھویں ہیں جو زائد روشنی کو روکتی ہیں اور پسینہ کے قطرے سے بھی آنکھ کو محفوظ رکھتی ہیں۔

دو پپوٹے ہوتے ہیں جو آنکھ جملہ خطرات سے محفوظ رکھتے ہیں۔ بلکہ دونوں پپوٹے ایک دوسرے سے مل کر بیرونی حادثات سے بھی بچا لیتے ہیں۔ پلکیں بھی گرد وغبار اور مضر رساں چیزوں کو اندر جانے سے روکتی ہیں۔

آنکھوں میں ایک غدّہ ہوتا ہے۔ جو ایک جھلی میں لپٹا ہوا ہوتا ہے یہ بوقت ضرورت آنسو بیدار کرتا ہے۔

آنکھوں کے لئے ضروری ہے کہ گرد وغبار، زیادہ دھواں، سرد ہوا۔ نشہ آور اور میدہ کو غلیظ کرنے والی اغذیہ سے پرہیز کیا جائے تیز چمکنے والی چیزوں کا دیکھنا۔ ٹی وی کو قریب سے یا اس کے سامنے سے دیکھنا، باریک حروف والی عبارت کا کم روشنی میں مطالعہ کرنا آنکھوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ رات کو سوتے وقت سرمہ لگانا آنکھوں کے لئے مفید ہے۔

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝

۷ مرتبہ پڑھ کر ہاتھوں میں دم کرکے آنکھوں میں ملیں یا پانی پر دم کرکے پی لیں اور تھوڑا سا آنکھوں میں لگائیں

روشنی کے لئے مفید ہے۔

اگر آنکھوں میں درد ہو تو

فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ

۷ مرتبہ پڑھ کر آنکھوں میں دم کریں ، انشاء اللہ درد رفع ہو جائے گا۔

آخر میں مَیں نوجوانان برادری سے عرض کروں گا کہ آنکھوں کی تحقیق اور اس کے علاج کے لئے زیادہ سے زیادہ مہارت پیدا کریں۔ اس لئے یہی ہماری برادری کا طُرۂ امتیاز ہے۔

اس کا بیشتر حصہ ماخوذ از بیاض حکیم احسان الدین مرحوم برادر حقیقی بڑے آخوند صاحبؒ

"آزادی کی قدر کرو"

یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی تاریخ جدوجہد سے بھری پڑی ہے اور مسلمانوں کی حکمرانی دنیا میں ایک طویل عرصے تک قائم رہی ہے۔ مسلمان نڈر، بے باک اور اپنا حق چھین کر لینے کے بارے میں مستقل مزاج واقع ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کی فتوحات سے پوری دنیا خوف زدہ تھی اور آج بھی مسلمانوں کی تحریک آزادی اور اتحاد کو دنیا ٹیڑھی نظروں سے دیکھتی ہے۔ مگر جہاں ہمارے یہاں ٹیپو سلطان جیسی شخصیتوں سے تاریخ بھری پڑی ہے وہاں میر جعفر جیسے لوگ مسلمانوں کے زوال کا باعث بنے ہیں۔ اور مسلمانوں کو غلامی کا طوق مجبوراً پہننا پڑا۔

آج جبکہ ہم آزاد ہیں مگر آزادی کے پہلے روز سے ہی دشمن ہماری آزادی چھیننے کے درپے ہے اس نے جہاں ہماری سرحدوں کو ہمیشہ غیر محفوظ رکھا ہے۔ وہاں اس نے اندرونی انتشار بھی بہت روپیہ بہایا ہے اور یہاں کے ہندوؤں کو یہاں کے مسلمانوں میں آپس میں عداوت اور دشمنی بڑھانے کے لئے استعمال کیا ہے یوں تو گزشتہ چالیس سالوں میں پاکستان کے سیاسی حالات کسی طرح بھی پاکستان کے حق میں نہیں رہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ کسی سیاستدان نے پاکستان کے لئے کچھ کیا ہی نہیں۔ بلکہ ہمیشہ براہِ راست یا بالواسطہ طور پر دشمنوں کے آلۂ کار بنے رہے۔ جس کا ثبوت ۱۹۷۱ء کی جنگ میں سقوطِ ڈھاکہ کی صورت میں ظہور پذیر ہوا۔ اور آج سندھ میں سندھو دیش۔ سرحد میں پختونستان کی بازگشت آنے والے خونی کل کے بارے میں ایک الارم کا کام دے رہی ہے ہمیں آزادی کی قدر کرنی چاہئے اور اس کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہ کرنا چاہیئے۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم اپنے کئے پر نادم ہوں اور آئندہ کسی کو اجازت نہ دیں کہ وہ ہماری آزادی کے لئے خطرہ بن سکے۔

ہم سب کا فرض ہے کہ ہم آگے آئیں اور ملکی بقا کو اولین ترجیح دیں۔ آپس میں بھائی چارہ کو فروغ دیں اپنے چھوٹے بچوں اور نئی نسل کو آزادی کی اہمیت بتائیں اور انہیں یہ سمجھائیں کہ کل پچھتانے سے بہتر ہے کہ آج ہی اس کا تدارک کرلیں۔ ورنہ

اب پچھتاوے کیا ہوت
جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

اقبال احمد (جوائنٹ سیکرٹری)

"زنجیر"

سب سے پہلے میں اپنے پڑھنے والوں سے معذرت کے ساتھ قلم کو جنبش دے رہی ہوں کیونکہ میں کوئی قلم نویس نہیں ہوں۔ اس لئے اپنے مقصد کو اتنی خوب صورتی سے ادا نہیں کر سکتی۔ اس لئے ناچیز کے قلم کی خامیوں کو نظر انداز کر کے اصل مقصد کی طرف آئیں۔ یہاں کسی پر طنز یا تنقید نہیں بلکہ اصلاح ہے۔ جو کہ بہت ہی مشکل کام ہے۔ اسی مشکل کی آسانی چاہتی ہوں۔ جیسا کہ شاعر نے فرمایا ہے۔ ؎

پرونا ایک ہی تسبیح میں ان بکھرے دانوں کو
جو مشکل ہے تو اس کو آسان کر کے چھوڑ دوں گا

میں بھی ایک ایسی زنجیر کو پیش کرنا چاہتی ہوں۔ جو بڑی ہی بیدردی سے پامال ہوتی نظر آتی ہے۔ یہ سونے چاندی یا لوہے کی زنجیر نہیں! یہ وہ زنجیر ہے۔ جو فولاد سے زیادہ مضبوط بھی ہے اور کانچ سے زیادہ نازک بھی! ایسا کیوں ہے؟ آخر کس چیز کی ہمارے پاس کمی ہے۔؟ ہر نعمت سے ہم مالا مال ہیں مگر دلوں کو سکون نہیں کسی چیز میں خیر و برکت نہیں! عمر بھی گھٹ رہی ہے۔ اس عظیم نقصان کا سبب کیا ہے۔؟ ہم کیا جانے ہمارے پاس اتنا وقت کہاں! ہم تو فرض سے ہی غافل ہیں۔ آسمان پہ پرواز کرنے والے زمین کی ٹھنڈک کیا جانے! نفرت کی بھٹی سے نکلنے والے محبت کیا جانے۔

؎
محبت کے شرر سے دل سراپا نور ہوتا ہے
ذرا سے بیج سے پیدا ریاض طور ہوتا ہے

حقیقت میں محبت ہی اصل فولاد ہے۔ جس کا اصل درس تو ہمیں قرآنِ پاک اور سنت رسول ﷺ سے ملتا ہے اگر ہم اس پر عمل کرلیں تو ہماری زندگیاں جنت کا نمونہ بن جائیں اور آخرت میں بھی جنت حاصل ہو جائے۔ اس کے لئے اپنے دلوں میں ایثار پیدا کرنا ہوگا صلہ رحمی کرنی ہوگی۔ جیسا کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے "صلہ رحمی کرنے سے قرابت داروں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ مال میں برکت اور عمر میں بھی برکت ہوتی ہے"۔ سبحان اللہ کتنی پیاری حدیث ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے والا بنا دے" آمین ثم آمین"۔ لیکن ہم تو ہوس کے پجاری ہیں۔

؎
ہوس نے کر دیا ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انسان کو
اخوت کا بیاں ہو جا محبت کی زباں ہو جا

سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمیں کیا ہو گیا ہے ہم اپنی انا کی زد میں کیا توڑ رہے ہیں اور کیا چھوڑ رہے ہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا اس الجھن کا کیا حل ہے؟ سچائی کو مٹا کر جھوٹ کا سہارا لے رکھا ہے۔ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ خدا کے لئے زندگی کو اتنا تلخ نہ کریں۔ یہ تو بہت پیاری چیز ہے۔ اپنوں کی سچائی اور پیار کے سہارے ہی یہ سکون و اطمینان سے گزرتی ہے۔ مگر ہم

Scanned with CamScanner

کیا کر رہے ہیں؟ اپنوں پر طنز و طعنوں کے تیر اور غیروں پر پھول، پھر بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ "اپنوں سے غیر اچھے" ایسا کیوں ہے، کبھی یہ سوچا! ہرگز نہیں! ہمارے پاس اتنا وقت کہاں۔ ہم شعلوں کے پیچھے بھاگنے والے لہروں کی ٹھنڈک کیا جانیں۔ پیارے نبیؐ کا فرمان ہے۔" اللہ تعالیٰ رشتۂ قرابت توڑنے والے کے اعمال قبول نہیں کرتا"۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ہم اللہ اور رسولؐ کے فرمان کو ہی بھول بیٹھے ہیں جہاں ہمیں ہر قدم پر پیار اور سچائی کا درس ملا ہے۔ مگر ہمیں تو ہوس نے اندھا کر دیا ہے۔ اقبال نے صحیح فرمایا ہے۔

ہوس نے کر دیا ٹکڑے ٹکڑے نوع انسان کو
اخوت کا بیاں ہو جا محبت کی زباں ہو جا

یہاں میرا مقصد کسی پر طنز یا تنقید نہیں بلکہ اصلاح چاہتی ہوں جو کہ صرف ایک فرد واحد کا کام نہیں بلکہ جماعت کا نہیں بلکہ تمام عالم اسلام کا ہے جو کہ بہت ہی مشکل ہے۔ جو اس راہ پر چلتا ہے اس کی راہ میں کانٹے ڈالے جاتے ہیں ہمارے سامنے پیارے نبیؐ کی زندگی موجود ہے آپؐ نے کس قدر مصائب سے گزر کر ہر مشکل کو آسان کیا ہے۔ تو پھر ہم کیوں گھبراتے ہیں ہم بھی اس مشکل کو آسان کر کے چھوڑیں جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

پرو دتا ایک تسبیح میں ان بکھرے دانوں کو
جو مشکل ہے تو اس کو آسان کر کے چھوڑونگا

میری ناقص عقل پریشان ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں ہمیں ہر دور میں یہی کچھ نظر آتا ہے۔ ماضی ہو یا حال نئی نسل ہے یا پرانی ہر ایک الجھا نظر آتا ہے دولت کے پیچھے بھاگنے والوں، سکون اس راستہ پر نہیں بلکہ سچائی اور پیار کے راستے پر ہے۔ یہ سمجھ لیجیئے کہ تپش برداشت کر کے جو شہد حاصل ہوتا ہے وہ کس قدر میٹھا ہوتا ہے۔ یہی مٹھاس تو ہماری زنجیر کی کڑیوں کا ایسا سلوشن ہے جو کبھی ایک دوسرے کو جدا ہونے نہیں دیتا۔ مگر ہم نے تو اس سلوشن کو ہی ختم کر دیا ہے اسی لئے تو یہ کڑیاں ٹوٹتی جا رہی ہیں۔ اب بھی ایسے لوگ بھی نظر آتے ہیں جہاں اس مٹھاس کا ذخیرہ نظر آتا ہے اور یہ لوگ کس قدر پرسکون ہیں کیونکہ انہیں آخرت پر یقین ہے۔ پیارے نبیؐ کی پیاری حدیث کو سمجھنے کی کوشش کریں، " ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میرے چند قرابت دار ہیں۔ جو کہ کچھ عجیب طرح کے واقع ہوئے ہیں میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع کرتے ہیں۔ میں ان سے نیکی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے جہالت کرتے ہیں رسول اللہؐ نے اس کا جواب دیا کہ اگر واقعی میں تو ایسا ہی ہے جیسا کہتا ہے تو گویا تو ان کے منہ میں گرم گرم بھوبل ڈالتا ہے (یعنی تیری عطاء ان کے حق میں حرام ہے۔ اور ان کے شکم میں آگ کا حکم رکھتی ہے)، اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ان پر تیری مدد کرتا رہے گا۔ جب تک تو اس صفت پر قائم رہے "، پھر بھی ہم سچائی سے دور ہیں ہم کیوں نہیں جھک جاتے۔

Scanned with CamScanner

یہ ایک سجدہ سے جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

(مسز عزیز الرحمٰن)

پاکستانی نظامِ تعلیم - تبدیلی کا طالب ہے

فیصل سے منظور بابر

قیامِ پاکستان سے بہت پہلے ہندوستان میں تعلیمی نظام وضع کرتے ہوئے لارڈ میکالے نے کہا تھا کہ "ہمیں ایسا نظام تعلیم بنانا چاہیئے جس سے ہندوستان کی چمڑی کو کالی رہے مگر دل سفید ہو جائے۔"

ہماری بدقسمتی ہے کہ آج مملکت پاکستان کے قیام کی بیالیسویں سالگرہ گزرنے کے باوجود ہم اسی نظامِ تعلیم کو اپنائے ہوئے ہیں جو اپنی افادیت کبھی کا کھو چکا ہے۔ پاکستانی تعلیمی اداروں سے ڈگری یافتہ افراد تو نکلتے ہیں تعلیم یافتہ نہیں ان کے ذہن علم کے موتیوں سے خالی ہوتے ہیں لیکن ان کے ہاتھ میں ڈگری ہوتی ہے۔ وہ اپنے معاشرے سے اپنے مذہب سے اور خود اپنے آپ سے بیزار نظر آتے ہیں کیوں؟ محض نظامِ تعلیم کی خرابیوں کی وجہ سے۔

یہاں بہتر یہ ہوگا کہ پہلے موجودہ نظام تعلیم کو واضح کیا جائے پھر اس کے مقاصد کا تعیّن کیا جائے۔

پاکستانی تعلیمی نظام کی ایک بہت بڑی خرابی یہاں یکساں تعلیم کا نہ ہونا ہے۔ کہیں اردو کہیں انگریزی میں تعلیم دی جاتی ہے۔ مختلف بورڈز کے نصاب بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اگر ہمیں اپنے تعلیمی معیار کو ترقی دینی ہے تو ہمیں تمام تعلیمی اداروں میں یکساں تعلیم رائج کرنی پڑے گی۔

تعلیمی نظام کی ایک خرابی آج کے اساتذہ کا کردار ہے۔ وہ پڑھاتے میں حقیقی دلچسپی نہیں لیتے ہیں اور اپنا زیادہ زور انتہائی مہنگی ٹیوشنز پڑھانے پر صرف کرتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اس دور میں بعض اساتذہ اب بھی ٹیوشن کے خلاف ہیں لیکن اساتذہ کی اکثریت ٹیوشنز پڑھاتی ہیں اور زیادہ سے زیادہ دولت اکٹھی کرنے کی کوشش کرتی ہے اس میں کسی حد تک ہاتھ ہمارے معاشرے کا بھی ہے کہ ہر فرد ہمیں دولت کے پیچھے بھاگتا نظر آتا ہے۔ اساتذہ بھی اس روش سے محفوظ نہیں رہے اور انہوں نے اپنا وقار کھو دیا۔

پاکستانی تعلیمی معیار کے پست رہنے کی ایک بہت بڑی وجہ یہاں کے طریقۂ تعلیم اور نصابِ تعلیم کا ناقص ہونا ہے۔ ہمارے یہاں اساتذہ ذوق وشوق سے پڑھاتے نہیں ہیں اور طلبہ دلچسپی سے پڑھتے نہیں ہیں طریقہ

Scanned with CamScanner

تعلیم ہمارے یہاں بے حد غیر سائنٹیفک ہے۔ سب بچوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا جاتا ہے۔ طریقۂ تعلیم بچوں کی فکری اور تخلیقی صلاحیتوں کو ابھارنے کے بجائے انہیں دبا دیتا ہے۔ دوسری چیز نصاب تعلیم ہے۔ ہمارا نصاب جس قدر خشک انداز میں لکھا گیا ہے۔ اس کی کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔ طالب علم اپنا نصاب طوعاً و کرہاً پڑھتا ہے اور یہ جدید تقاضوں سے ہم آہنگ بھی نہیں ہے۔ ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ جانے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے۔

ایک اور بہت اہم چیز ہمارا طریقہ امتحان ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایک طالب علم محض تین گھنٹے میں اپنی تمام تر صلاحیتوں اور سال بھر کی تمام محنت کو ظاہر کردے گا اور پھر اس طریقۂ امتحان کی وجہ سے نقل کا رجحان بھی بہت بڑھا ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ آج اساتذہ خود طالب علم کو نقل کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

پاکستانی تعلیمی اداروں کی ایک لعنت دوہرا نظام تعلیم ہے۔ یہاں ایک طرف ہمیں دولت مند طبقے کے بچے اسکولوں کی نہایت مہنگی فیسیں ادا کرتے ہوئے اور ائر کنڈیشنڈ کلاسوں میں پڑھتے نظر آتے ہیں تو دوسری طرف بچے پیلی یونیفارم پہنے ٹاٹ پر پڑھتے نظر آتے ہیں۔ ایک طرف ہمیں اسکولوں کے لئے نہایت بلند و بالا عمارتیں نظر آتی ہیں۔ تو دوسری طرف ہمیں بعض اسکول درختوں کے سائے میں نظر آتے ہیں۔ ایک طرف انگلش میڈیم تعلیمی اداروں کے بچے ہمیں فر فر انگریزی بولتے نظر آتے ہیں ایک طرف تدریسی معیار اس قدر ناقص ہے کہ بچے کو صحیح اردو بھی لکھنی نہیں آتی۔ یہ سب کیا ہے؟ ہم نے یقیناً معاشرے کی ناہمواری کو تعلیمی اداروں میں بھی ظاہر کیا ہے۔

اعلیٰ تعلیمی اداروں میں مختلف سیاسی جماعتوں کے تحت طلبہ تنظیمیں بھی ہمیں اداروں کے امن میں رکاوٹ ڈالتی نظر آتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ طلبہ یونینیں ہونی چاہئیں لیکن ان کو سیاست سے پاک ہونا چاہیئے اور ان کو تعلیمی اداروں میں مثبت سرگرمیاں دکھانی چاہئیں۔

تاریخ کے مطالعے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو قومیں ترقی کی منازل کی طرف بڑھی ہیں وہ تعلیم کی بدولت ایسا کرسکی ہیں۔ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ لہٰذا اس کا تعلیمی نظام ایسے خطوط پر منظم کیا جائے کہ ایک طرف تو طلبہ اچھے مسلمان بنیں اور مسلمان ہونے پر فخر کریں اور دوسری طرف جدید علوم کے حصول میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ رکھیں تاکہ دینی اور دنیاوی دونوں طرح سرداری انہیں نصیب ہو۔ تعلیمی نظام ایسا ہونا چاہیئے کہ طلبہ حقیقی معنوں میں ایک باشعور شہری بن سکیں۔

ہم نظام تعلیم کی خرابیوں کی نشاندہی اور اس کے مقاصد کا تعین کرچکے ہیں اب چند قابلِ عمل تجاویز پیشِ خدمت ہیں۔

زبان پاکستانی تعلیمی اداروں کا ایک بہت بڑا مسئلہ بنی ہوئی ہے کہ تعلیم کس زبان میں دی جائے۔ کبھی اسکولوں کو انگلش میڈیم اور کبھی اردو میڈیم کردیا ہے۔ ہماری دانست میں اردو چونکہ ہماری قومی زبان ہے اور ملی وحدت کو ابھارنے میں نہایت اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔ تو اس لئے اعلیٰ جماعتوں تک کی تعلیم اردو میں دی جانی چاہیئے۔

Scanned with CamScanner

ہمارے طریقۂ تعلیم کو اس طرح وضع کیا جانا چاہیئے کہ نہ صرف ہر طلباء کی مخفی صلاحتیں ابھر کر سامنے آسکیں بلکہ وہ جدید تقاضوں سے بھی ہم آہنگ ہوسکیں اور اپنی ملی اور دینی اقدار سے بھی غافل نہ رہیں۔

اس کے علاوہ ہمارا نصاب تعلیم بھی نئے سرے سے دوبارہ مرتب کیا جانا چاہیئے۔ اسے جدید تقاضوں سے ہم آہنگ اور اسلامی اصولوں کے مطابق ہونا چاہیئے اور اس کے ساتھ ساتھ نصاب کو دلچسپ بھی ہونا چاہیئے۔

پاکستان میں امتحانات کے طریقے کو یکسر تبدیل کیا جانا چاہیئے۔ امتحانات کو مختلف درجوں میں تقسیم کردیا جائے جس میں زبانی امتحان کے نمبر زیادہ سے زیادہ ہوں تاکہ نقل کے رجحان میں کمی واقع ہوسکے۔ اس کے علاوہ پاکستان میں یکساں نظام تعلیم رائج ہونا چاہیئے اور دوہرے نظام تعلیم کا خاتمہ ہونا چاہیئے۔

ان تمام باتوں پر عمل کرکے ہی ہم اپنے تعلیمی معیار کو بڑھا سکیں گے اور اکیسویں صدی کے چیلنج کا مقابلہ کرسکیں گے۔

"انسانیت کا مستقبل"

فیصل منظور بابر

یہ بے گوروکفن لاشیں ۔۔۔۔ اف یہ جھلسان لاشیں ۔۔۔ ایک ہیبت ناک تخیل۔۔۔ نہیں نہیں یہ تخیل نہیں ہے ۔۔۔ یہ حقیقت ہے ۔۔۔ آج انسان اپنے ہاتھوں اپنا ہی خون کرلیا ہے۔ انسانیت دم توڑ چکی ہے۔ اشرف المخلوقات چاروں طرف لاشوں کی صورت میں بکھرے نظر آتے ہیں۔ اف! یہ انسان نے کیا کیا۔ قبضہ کرنے کی ہوس ۔۔۔ تباہ کرنے کی آرزو۔۔ شاید انسان کی فطرت میں شامل ہے۔ آج دنیا اسی آرزو کی وجہ سے تباہ ہوگئی ہے۔ انسان نے انسان کو ہلاک کردیا ہے۔

۔ اور خود بھی ہلاک ہوگیا ہے۔ اور میں ۔۔۔ میں شاید تباہ ہونے سے بچ گیا ہوں۔ میری زندگی۔۔۔ ایک معجزے سے کم نہیں ہے ۔۔۔ اف لیکن یہ معجزہ مجھے کس قدر مہنگا پڑے گا۔۔۔ پہاڑ سی زندگی۔ تنہا۔۔۔ نہیں نہیں شاید کوئی اور بھی بچ گیا ۔۔۔ پھر ہم دونوں مل کر ایک نئی دنیا بسائیں گے۔۔۔ اللہ مجھ پر ضرور رحم کرے گا۔ کوئی نہ کوئی ذی نفس ضرور زندہ ہوگا۔

اف میرے خدا یہ ہم نے کیا کیا۔۔۔ وقتی اشتعال میں آکر کیوبا پر ایٹم بم گرا دیا۔۔۔ اور پھر ہم امریکیوں کو بھی کہیں ٹھکانا نہ ملا۔۔۔ روس نے ہم پر بھی بم برسائے اور جنگ عظیم شروع ہوگئی اور پھر۔۔۔ صرف ایک گھنٹے میں ۔۔۔ صرف ایک گھنٹے میں یہ دنیا۔۔۔ خدا کی تخلیق کا منظر۔۔۔ آگ میں جل کر خاکستر ہوگئی۔۔۔ یہ جلی ہوئی لاشیں جو میرے چاروں طرف پڑی ہیں۔۔۔ یقیناً یہ لوگ بھی زندہ رہنا چاہتے ہوں گے۔۔۔ زندوں کی طرح لیکن ہم نے ان سے ان کی زندگی چھین لی۔۔۔۔ اف۔

Scanned with CamScanner

خیالات کے یہ تمام دھارے البرٹ کے ذہن میں سے نکل رہے تھے۔ البرٹ امریکہ کا ایک نامور سائنس دان تھا۔ اس کو دنیا کے سب سے تباہ کن بم کی ایجاد کا سہرہ بھی حاصل ہوا۔ امریکی حکومت نے اس کارنامے کی وجہ سے البرٹ کو بہت بڑا انعام دیا۔ لیکن پھر۔۔۔۔ البرٹ کے سینہ میں انسانیت کا درد جاگ اٹھا۔۔۔ وہ ایٹمی ہتھیاروں کے خلاف ایک تنظیم کا رکن بن گیا اور تمام زندگی ہتھیاروں کے خلاف جدوجہد کرتا رہا۔

اور پھر اس کی زندگی میں دنیا کی تاریخ کا سب سے بڑا سانحہ پیش آیا۔۔۔ ہتھیاروں کی دوڑ رنگ لائی اور کائنات سے زندگی کا وجود مٹ گیا۔ البرٹ کو ایک جانب حرکت محسوس ہوئی وہ اٹھ کر اس شخص کے پاس گیا۔ وہ کوئی تیس پینتیس (۳۰) (۳۵) برس کا آدمی تھا۔ جو اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا اور پھر اٹھنے میں کامیاب ہوگیا اور اس نے البرٹ سے پوچھا۔

"تم کون ہو؟"

"میں۔۔۔۔ میں وہ بدنصیب ہوں جو یہ دن دیکھنے کے لئے زندہ رہ گیا ہوں۔ میرا نام البرٹ ہے اور میں ایک سائنس دان ہوں۔ اپنی لیبارٹری میں ایک تجربے میں مشغول تھا کہ دھماکوں پر دھماکے ہوئے اور سب کچھ تباہ ہوگیا۔ غالباً عالمی جنگ چھڑ گئی۔ ہوش آیا تو یہاں موجود تھا۔"

"میرا نام ہیرالڈ ڈوس ہے۔ میں ایک کلرک ہوں۔ کام میں مصروف تھا کہ عمارت گرتی ہوئی محسوس ہوئی۔ آخری آواز جو میں نے سنی ایک دھماکے کی تھی۔"

"تم جانتے ہو پوری دنیا میں غالباً ہم صرف دو ہی زندہ بچے ہیں۔ جہاں جائیں گے ہم کو صرف لاشیں ملیں گی۔" البرٹ نے کہا۔

"لیکن اب کیا ہوگا۔" ہیرالڈوس نے پوچھا۔

"اب۔۔۔۔ واقعی اب کیا ہوگا۔ شاید ہم بھی مر جائیں گے۔۔۔ ان ہی لوگوں کی طرح۔۔۔ لیکن نہیں۔۔۔۔ ایسا نہیں ہوگا ہم زندہ رہیں گے۔۔۔ زندوں کی طرح۔ اب ہم ایک نیا جہاں تعمیر کریں گے۔ ایک ایسی دنیا۔۔۔ جہاں امن ہوگا سکون ہوگا جہاں کسی جنگ کا خوف نہیں ہوگا۔ جہاں محبت کے پھول کھلیں گے بولو ہیرالڈوس کیا تم اس جہاں کی تعمیر میں میرا ساتھ دو گے؟" البرٹ نے پوچھا۔

ہیرالڈوس نے اقرار میں سر ہلایا۔

"تو پھر آؤ میرے ساتھ۔ ہو سکتا ہے ابھی کوئی زندہ ہو اور اسے ہماری مدد کی ضرورت ہو۔"

دونوں اٹھے اور زندہ انسانوں کی تلاش میں چل پڑے۔

Scanned with CamScanner

نام:- شبانہ پروین

اسلامی معلومات

بی۔ اے (سال دوم)

قرآن کریم کی وہ کونسی سورۃ ہے جو کہ بسم اللہ سے شروع نہیں ہوتی (سورہ توبہ)
کیا قرآن کریم میں کسی جگہ پورا کلمہ طیبہ آیا ہے یا نہیں؟ (نہیں)
ہر کتاب کا ایک موضوع ہوتا ہے قرآن کا کیا موضوع ہے۔ (انسان)
لفظ سیپارہ کس زبان کا لفظ ہے (فارسی
وہ کون سے پیغمبر تھے جو کہ حیوانوں کی بولیاں بول اور سمجھ لیا کرتے تھے۔ (حضرت سلیمان علیہ السلام)
قرآن مجید کی اس سورۃ کا نام بتایئے جو کہ پوری کی پوری دعا ہے؟ (سورۃ فاتحہ)
سردار الآیات قرآن کی کس آیت کا کو کہا جاتا ہے؟ (آیت الکرسی)
کن صحابی کی شکل حضور سے مشابہ تھی؟ (حضرت مصعب بن عمیرؓ)
قرآن پاک کو سمجھنے کے لئے کیا چیز سب سے زیادہ ضروری ہے؟ (سنت رسولؐ)
کلمہ طیبہ میں کل کتنے نقطے ہیں؟ (ایک بھی نہیں)
عشرہ مبشرہ سے کیا مراد ہے؟
(عشرہ مبشرہ سے مراد وہ دس صحابہ کرام ہیں جن کو آنحضرتؐ نے ان کی زندگی میں ہی جنتی ہونے کی بشارت دی تھی)
قرآن کریم میں خدا تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے نام آئے۔
(۹۹ اللہ تعالیٰ کے اور ۲۰۱ آنحضرتؐ کے)

ان دو پیغمبروں کے نام بتایئے جو کہ بادشاہ تھے۔
(۱۔ حضرت سلیمان علیہ السلام (۲) حضرت داؤد علیہ السلام)
وحی کے لفظی معنی کیا ہیں؟ (مخفی، چھپا ہوا، اشارہ)
قرآن کریم کی تلاوت کرنا کس سے باتیں کرنے کے برابر ہے؟
(اللہ تعالیٰ سے

Scanned with CamScanner CamScanner

انمول ہیرے

- ہر دین کا ایک اخلاق ہے۔ اسلام کا اخلاق حیا ہے۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)
- چاند کے بغیر رات بیکار ہے اور علم کے بغیر ذہن۔ (سر سیدؒ احمد خان)
- ماں باپ کی خوشنودی دنیا میں باعث دولت اور آخرت میں باعث نجات ہے (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ)
- بادل کی طرح رہو جو پھولوں پر ہی نہیں کانٹوں پر بھی برستا ہے۔ (ہارون الرشید)
- مسکراہٹ محبت کی زبان ہے۔ (ہومر)
- علم کی مثال دریا کی سی ہے اس میں سے کتنا ہی خرچ کرو گھٹے گا نہیں (حضرت سلطان فارسی)
- خدا کی نظر میں وہ عظیم ہے جس کا اخلاق بلند ہے۔ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم)
- عقلمند سوچ کر بولتا ہے اور بیوقوف بول کر سوچتا ہے۔ (حضرت حسن بصری)
- قرآن ایک ایسا دریچہ ہے جس سے ہم اگلی دنیا کو دیکھ سکتے ہیں۔ (امام احمد)
- ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو دیکھ کر مسکرانا بھی صدقہ ہے۔ (حدیث رسول)
- حقیقی کامیابی لگاتار محنت سے حاصل ہوتی ہے۔ (مولانا رومی)
- انسان کا سب سے بڑا بوجھ غصہ ہے (امام مالک)

سات کی بات

- قرآن پاک کی سات منزلیں ہیں۔
- جنت کے سات حصے ہیں۔
- دوزخ کے سات حصے ہیں۔
- قوس و قزح کے سات رنگ ہوتے ہیں۔
- حج بیت اللہ شریف کے موقع پر شیطان کو کنکر سات بار مارے جاتے ہیں۔
- کعبہ شریف کا سات بار طواف کرنا ضروری ہے۔
- دنیا میں سات عجائبات ہیں۔
- ایک ہفتہ میں سات دن ہوتے ہیں۔
- موسیقی میں سات سُر ہوتے ہیں۔
- قطب ستاروں کے گرد چکر لگانے والے تاروں کی تعداد سات ہے۔
- آسمانوں کی تعداد سات ہے۔

Scanned with CamScanner

"اقتباسات"

یادوں کی اپنی ایک دنیا ہوتی ہے ان کا اپنا ایک مزاج ہوتا ہے۔ اپنا موسم ہوتا ہے۔ یہ جب چاہیں دِل کے آنگن میں دبے پاؤں اترا تی ہیں۔ ان کی دھوپ چھاؤں بھی قابل دید ہوتی ہے۔ زندگی ایک صحرا ہے۔ جہاں جگہ جگہ خاردار جھاڑیاں نوکیلے پتھر ہیں۔ اور تپتی ریت ریت ہے۔ جہاں قدم قدم پر انسان لڑکھڑا جاتا ہے۔ ٹانگیں تھکن سے کانپنے لگی ہیں اور پیروں سے لہو رسنے لگتا ہے۔ ان راہوں پر انسان ایک بار راستہ بھول جائے تو ہمیشہ بھٹکتا ہی رہتا ہے۔ میں ایک ایسا مسافر ہوں جس کا مقصد اور سفر ابھی پورا نہیں ہوا۔ میں ہر روز موت کی منڈی میں بکنے جاتا ہوں۔ کوئی نہیں جانتا کب مرگ ناگہانی میری زندگی کا سودا طے کر لے میں ہر روز ماضی کے بھیانک کھنڈرات میں پرانی داستانوں کے بکھرے اوراق اکٹھے کرنے جاتا ہوں کیا خبر کیا میرا جسم بغیر روح کے واپس لوٹ آئے میں اپنے ساتھ تمہیں مایوسی کی گھٹاؤں میں گھٹنا نہیں چاہتا۔

کیونکہ میری زندگی پر تاریکیوں کے سوا کچھ بھی تو نہیں۔

حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے مسلمان بھی ایک

نازنین محمد احمد
یو پی سوسائٹی نارتھ کراچی

Scanned with CamScanner

ثمینہ ناز ولد شجاع الدین۔

مجموعۂ اشعار :

میری دھرتی محبت کی وفا کی اک علامت تھی
یہ کس نے نفرتوں کے بیج بوئے ہیں زمینوں میں

تو رازِ کُن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا
خودی کا رازداں ہو جا خدا کا ترجماں ہو جا
اُخوت کا بیاں ہو جا محبت کی زباں ہو جا

میں کس کے ہاتھ میں اپنا لہو تلاش کروں
تمام شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے

خلوصِ دل سے ہو سجدہ اگر تو اُس کے کیا کہنے
سرک آیا کعبہ وہیں جبیں ہم نے جہاں رکھ دی

گذر رہے ہیں عجیب مرحلوں سے دیدۂ دل
سحر کی آس تو ہے زندگی کی آس نہیں

منافقت کا نصاب پڑھکر محبتوں کی کتاب لکھنا!
بہت کٹھن ہے خزاں کے ماتھے پہ داستانِ بہار لکھنا

کچھ خوشیاں۔ کچھ غم دے کر ٹال گیا
جیون کا ایک اور سنہرا سال گیا

ہر تماشائی فقط ساحل سے منظر دیکھتا
کون دریا کو الٹتا کون گوہر دیکھتا

ابرِ بہار اب کے بھی برسا پرے پرے
گلشن اجاڑ، اجاڑ، ہیں جنگل ہرے ہرے

سب لوگ لئے سنگِ ملامت نکل آئے۔
کس شہر میں ہم اہلِ محبت نکل آئے۔

میں نے آغاز سے انجام سفر جانا ہے
سب کو دو چار قدم چل کے ٹھہر جانا ہے

دوستی کا یہی ہے موسم سے تعلق کتنا
رُت بدلتی ہے تو لوگ بدل جاتے ہیں

موت میری منزل اور زندگی سفر
توڑے نہ دل کسی کا ہر دل خدا کا گھر ہے

Scanned with CamScanner
CamScanner

مونس :
بنتِ انیس احمد

"ہماری شب و روز"

مملکتِ خداداد پاکستان ایک اسلامی ریاست ہونے کے ناطے سے ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کی ذمہ دار ہے جو ہر لحاظ سے اسلامی ہو۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہمارا نام اسلامی ہے اور اسلامی ہونے کے رشتے کی وجہ سے ہم اس بات کے حقدار بن گئے ہیں نہ ہمارا ہر فعل اسلامی ہے چاہے وہ اسلام کی بیخ کنی ہی کیوں نہ ہو۔

صبح سے شام تک کے معمولات کو دیکھ لیجیئے اور خود ہی فیصلہ کر لیجیئے کہ ہمارے تمام افعال شریعت اسلامیہ کے کتنے فیصد مطابق ہیں اور کتنے فیصد غیر مطابق بلکہ اب تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ویڈیو کی دوکان کا افتتاح بھی قرآن خوانی سے کیا جاتا ہے اور بعد میں جو دعا مانگی جاتی ہے اس میں کاروبار کی ترقی اور برکت کا مطالبہ سب سے آگے ہوتا ہے غرض کہ اس غلط فہمی نے کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارا ہر فعل درحقیقت اسلام کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اسلامی ہے ہم کو ایک عجیب مشکل سے دوچار کر دیا ہے اب ہم اندر سے غیر اسلامی ہیں اور باہر سے اسلامی اب نام ہمارا محمد دین ہے لیکن کام ہمارے سارے دین کے خلاف ہیں۔ جب ہم کھانا شروع کرتے ہیں تو بسم اللہ پڑھتے ہیں لیکن کھڑے ہو کر کھانے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے جب اذان ہو رہی ہوتی ہے تو ہم سر پر دوپٹہ اوڑھ لیتے ہیں اور جب نماز کا مطالبہ ہوتا ہے تو پھر پڑھ لیں گے یہ کہ کر ٹال دیتے ہیں۔ غرض کہ ہر مقام پر ہماری یہ دورخی چل رہی ہے اور بڑے مزے سے چل رہی ہے ہمیں اس بات کی پرواہ ہی نہیں کہ ہم کیا کھو رہے ہیں اور کیا پا رہے ہیں کاش ہم اپنے اعمال پر غور کرتے اور ان کو دین کے مطابق بنانے کی کوشش کرتے تاکہ اسلامی نظام کی برکتیں ہم پر نازل ہوتیں اور جب کبھی ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے دنیا کی فلاح بھی ہم کو حاصل ہوگی اور آخرت کی سرفرازی بھی یہ سب کچھ اس وقت ممکن ہے جب ہم اپنے اعمال کی صحیح قیمت جاننے کی کوشش کریں ہم میں سے ایک بڑی تعداد ایسی بہنوں کی ہے کہ جن کو نماز سکھائی نہیں گئی بلکہ انہوں نے اپنی اماں کو دادی کو نانی کو پڑھتے دیکھ کر سیکھی ہے اب نہ ان کو وضو کی سنتیں معلوم ہیں اور نہ نماز کے واجبات اس لئے حضرت سعدیؒ کے بقول

پیر شو بے آموز

بوڑھا ہو جا اور سیکھتا رہ :۔

علم حاصل کرنے کی کوئی عمر نہیں ہے اس لئے بنیادی علم دین حاصل کریں اپنی اصلاح کریں اور اپنے اعمال کو شریعت محمدی کے مطابق ادا کریں تاکہ اس کے اثرات اور ثمرات ہم تک پہنچ سکیں۔

Scanned with CamScanner CamScanner

گوہرانیس :

"راہِ عمل"

اللہ بڑا ہے اللہ کا کلام بڑا ہے۔ اللہ نے جب اپنے کلام کی ذمہ داری زمین و آسمان اور پہاڑوں کو دینا چاہی تو وہ سب پیچھے ہٹ گئے اور انہوں نے کہا کہ ہم یہ ذمہ داری نہیں اُٹھا سکتے یہ شرف صرف حضرت انسان کے حصے میں آیا کہ اس نے یہ ذمہ داری اٹھائی اور اللہ کا نائب کہلایا۔ اللہ نے انسان کو زندگی گذارنے کے طریقے بتائے اور کہا کہ جو کوئی ان طریقوں کو اپنائے گا وہ منزل پالے گا اور جس کسی شخص نے ان طریقوں کو پامال کیا وہ منزل سے دُور ہوتا جائے گا اور آخر میں تباہ و برباد ہو جائے گا۔ اسی لئے صحیح عمل کرنا انتہائی ضروری ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صحیح عمل کیا ہے اور غلط کیا۔ اس کیلئے ہمیں دین کا علم جاننا ضروری ہے اس وقت تک ہم سیدھی راہ پر نہیں چل سکتے۔ جب تک ہمارے پاس اس کا علم نہ ہو اور علم حاصل کرنے کا بڑا ذریعہ اللہ کی کتاب ہے۔

مقامِ شکر ہے کہ لوگوں میں اللہ کا کلام پڑھنے کا ذوق شوق ہے۔ پڑھنے سے ثواب تو مل جاتا ہے لیکن اس کے اثرات اور برکتیں ہماری زندگی پر اس وقت تک ظاہر نہیں ہو سکتیں جب تک کہ ہم اس کو سمجھ نہ لیں اور عمل نہ کریں۔

مثلاً ایک بچے کو یاد کرا دیا جائے کہ ایمان داری اچھی چیز ہے اور یہ معنی اس کو نہ بتائے جائیں تو جب عملی زندگی میں ایمانداری اختیار کرنے کا مطالبہ ہوگا اور وہ ایمانداری اختیار نہ کرے گا تو اسکی ذمہ داری کس پر ہے اس لئے انتہائی ضروری امر یہ ہے کہ ہم اللہ کے کلام کو نہ صرف پڑھیں بلکہ سمجھنے کی کوشش کریں اور اپنے اعمال کو اللہ کے حکم کے مطابق بنانے کی کوشش کریں۔ یہ اس وقت ممکن ہے کہ عربی زبان سے واقفیت حاصل کی جائے اور جب تک زبان سے واقفیت نہیں ہوتی اس وقت تک ترجمہ کے ساتھ اللہ کے کلام کو پڑھا جائے تاکہ یہ وقت ضائع نہ ہو میرے لکھنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ بغیر ترجمہ کے قرآن شریف پڑھا ہی نہ جائے بلکہ اصل منشا یہ ہے کہ جب تک عربی زبان سے واقفیت ہو اس وقت تک ترجمہ سے ہی گزارا کر لیا جائے تاکہ عمل میں آسانی ہو۔

Scanned with CamScanner

تلاش گمشدہ

انتہائی محبت، عقیدت، چاہت، اُلفت آمیز اور پر مسرت ماحول میں آنکھ کھول نے والی ہماری مسماۃ "انسانیت" مخلوق خدا کی بیزاریت، نفرت اور دلوں کی کدورت کی وجہ سے ناراض ہوکر بشریت اور معاشرے کو تنہا چھوڑ کر چلی گئی ہے جن صاحب کو بھی ملے ازراہ کرم اسے معاشرے میں واپس پہنچا دیں۔ اگر انسانیت خود پڑھے تو فوراً واپس چلی آئے اسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔ اس کے جانے کے بعد اس کے بھائی معاشرے اس کی بڑی بہن "مروّت" اور بہن شرافت کی حالات بہت خراب ہیں۔

شرافت نے کھانا پینا اور گھر سے نکلنا چھوڑ دیا ہے۔ پیاری انسانیت تمہارے جانے کے بعد یاد دوں باری اور بھائیوں کی وفاداری دُنیا سے اُٹھ گئی ہے۔ اور اگر تم گھر واپس نہ آئیں تو خطرہ کہ تمہاری بہن "شرافت" بھی کہیں دُنیا سے نہ اُٹھ جائے۔

سیمہ انوار الٰہی
یو پی سوسائٹی نارتھ کراچی

Scanned with CamScanner

عمل

(آنسہ رعنا کنول)

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

زندگی کا انحصار عمل و کردار پر ہے۔ یہی تعلیم قرآن سے ہمیں حاصل ہوتی ہے درحقیقت انسان کا عمل خیر رہا ہے جو پستی سے بلندیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ اس لئے ہمارے حضرتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اعلان نبوت کے وقت اپنے کردار کی عملی تصدیق کرائی اور یہی تعلیم ہمیں دی کہ ہر عمل کا انحصار نیت پر ہونا چاہیے۔ ہر عمل کا ایک ردِعمل ہوتا ہے لوگوں اپنے بُرے عمل پر دوسروں سے اچھے ردعمل کی خواہش کیوں رکھتے ہو اس طرح آج کل ہے زور دیتے ہیں اگر ہم کوئی اچھا عمل کرتے ہیں تو صلہ کی خواہش رکھتے ہیں۔ اور کوئی بُرا عمل ہمارے ساتھ کرے تو ہم اس سے بدلے کی خواہش کیوں رکھتے ہیں جب کہ صلہ بدلہ خدا کے ہاتھ ہے۔ سزا و جزا کی برابری میں انسان کے دلوں میں دوریاں پیدا ہو جاتی ہیں اور شاید عمل میں بھی۔ ہمارا عمل اُسی وقت اچھا ہو سکتا ہے۔ جب عمل کا دارومدار صرف اور صرف خلوص پر مبنی ہو انسان کا کردار حقیقت پسندی اور عمل مستحکم ہونا چاہیئے دراصل ہم نے اپنے ماضی کو ماضی سمجھ کر پس پشت ڈال دیا۔ اسلاف کو فراموش کر کے ان کی زندگی کے کردار اور عمل کو بھلا کر نئی روش اختیار کر لی وہ بھی ایسی جس کا نہ کوئی مذہب ہے نہ اصول اور نہ ہی کوئی مقصد یہی وجہ ہے کہ اس ترقی یافتہ دور میں ہر فرد قوم خلجان میں مبتلا ہے اور اپنے ضمیر سے جنگ کر رہا ہے۔ ہمارا ہر عمل اپنے ذہنی تصور اور اپنے خیالات سے بغاوت پر مبنی ہے۔ ہر شخص دوسرے کو نیچا سمجھتا ہے ایسا کیوں ہے جبکہ ہمارا عمل ایسا ہو کہ کسی دوسرے کو جھکانے سے بہتر ہے۔ کہ ہم خود اس کے آگے اتنا جھک جائیں کہ وہ اپنی تنی ہوئی گردن پر خود شرمسار ہو جائے بہر حال اب مثال شادی کو ہی لے لیجئے یہ سکون کی زندگی گذارنے کا ذریعہ تھی اور عبادت بھی تھی لیکن بدلتے ہوئے ذہنی تقاضوں اور دورِ جاہلیت کے رسم و رواج اور معاشرے کے بدلتے اثرات نے اس عبادت کو گناہ میں تبدیل کر دیا کون ہے جو جہیز کو لعنت قرار نہیں دیتا یا رسم مہندی کو۔ کیوں کہ اس میں جس کردار کا مظاہرہ ہوتا ہے اس کی مذہب کوئی گنجائش نہیں رکھتا نہ ہی مہذب دنیا اس کو شائستہ قرار دیتی ہے اس کے باوجود ہو رہا ہے اور اس خوبی سے ہو رہا ہے کہ دیکھنے والے بھی بُرا کہہ رہے ہیں کرنے والے بھی بُرا کہہ رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔ لباس رہن سہن کچھ اس طرز کے ہو گئے ہیں کہ

اچھے بُرے کی تمیز ختم ہوگئی پان دانی خاندان بن گئے اور خاندانی صاف ہوگئے اور ہر گھر خوشیوں کے بجائے تفکرات کا منبع بن کر رہ گیا۔ ہمارے غلط انداز فکر و عمل سے کتنی بدنصیب لڑکیاں اپنی جوانی کے آخری حصہ میں پہنچ گئیں اور بعض اپنے والدین کے گھر سے رخصت ہوکر ماؤں کی نگری میں قدم رکھتے ہی طلاق کا تمغہ لے کر اپنے ماں باپ کے لئے پریشانی کا سبب بن کر حسرت و یاس کی زندگی بسر کر رہی ہیں یہ تمام پریشانی اور تکالیف منفی نظام عمل کا نتیجہ ہے۔

اگر معاشرے کے اعمالوں و خیر و شر کا تجزیہ کیا جائے تو مضمون بہت طویل ہو جائے گا اس لئے میں علامہ اقبال کے اس شعر سے مضمون ختم کرتی ہوں کہ

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
انسان اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

لطیفے

(۱) استاد (شاگرد سے)

"تم شہد کی مکھی سے کیا سبق سیکھتے ہو؟"

شاگرد "جو شخص چھیڑے اسے ڈنگ مارو"

---

(۲) ایک بہت ہی مشہور شاعر نے ایک مشاعرے میں اپنی تازہ غزل کا پہلا مصرعہ پیش کیا۔

"دل سے نایاب شے فدا کر دی"

سامعین میں سے کسی نے دوسرا مصرعہ پڑھ کر اس شعر کو اس طرح مکمل کر دیا۔

"بے وقوفی کی انتہا کر دی"

---

(۳) ٹریفک سارجنٹ روڈ پر بری طرح اُچھل رہا تھا لوگ جمع ہوگئے۔ کسی نے پوچھا

"بھائی صاحب: آپ ایک جگہ کھڑے کیوں نہیں ہو جاتے؟"

ٹریفک سارجنٹ بولا۔

"یہ یہاں کا قانون ہے جو کبھی ایک جگہ نہیں ٹکتا۔"

سعدیہ انیس
بنتِ انیس احمد

"ہم شرمندہ ہیں اس دور کے انساں ہو کے"

میں اور آپ خدا کی تخلیقات میں سے جس صنف سے تعلق رکھتے ہیں اس کا نام انسان ہے۔ ہم کو خدا تعالیٰ نے اس دنیا میں اپنا نائب اور خلیفہ بنا کر بھیجا۔ ہم کو اس باری تعالیٰ نے اشرف المخلوقات کا درجہ دیا۔ اور اپنی کائنات میں بہت اعلیٰ مقام مرحمت فرمایا۔

جس طرح کوئی مصوّر اپنی بنائی ہوئی تصویر کی سجاوٹ پر بہت زور دیتا ہے بالکل اسی طرح خدا نے انسانی جسم میں روح ڈالنے کے بعد اسکو جذبات اور احساسات کی حس دے کر اس کی تزئین و آرائش میں اضافہ کیا اس کو وہ تمام جذبات عطا کیئے جو اس کو تمام مخلوقات سے ممتاز کرتے ہیں ہمدردی کا شرافت اور محبت کو اس کا لباس بنایا تو شگفتگی اور پاکیزگی کو اس کی زبان۔ اخوت اور بھائی چارے کو اس کے انگ انگ میں بسا دیا۔ یہ تمام اوصاف ہم کو صرف اور صرف حضرتِ انسان میں ہی نظر آتے ہیں۔ بقول شاعر۔

آدمی سے فلک کو کیا نسبت ÷ شان ارفع ہے، میر انسان کی

اب غور طلب امر یہ ہے کہ اتنے اوصاف اور صفات کی حامل خدا کی تخلیق عصرِ حاضر میں کیوں خسارے میں ہے آیا وہ کیا عوامل ہیں جن کے باعث آج کی انسانیت دم توڑ رہی ہے اور محبت اور اخوت سسکیوں کے سہارے زندہ ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ جس طرح زمین اپنے مدار پر گھومنے کے بجائے اگر سورج کی راہ پر آجائے تو اندھیرا چھا جاتا ہے۔ عین اسی طرح انسان نے اپنے مقصدِ حیات کو چھوڑ کر زندہ رہنے کے لئے وہ راہ متعین کی جو کہ خالق کی تجویز کردہ راہ سے قطعاً برعکس تھی۔ آج کا انسان اپنا مقصدِ حیات ہی بھول گیا۔ مادیت پرستی کی دوڑ میں ایسا مصروف ہو گیا ہے کہ اب دنیا میں محبت، ہمدردی اور بھائی چارے کے جذبات ناپید ہو کر رہ گئے ہیں۔ ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی حرص نے انسانوں کو اندر سے کھوکھلا کر دیا ہے یہ دوڑ سب سے پہلے عالمی طاقتوں میں شروع ہوئی اور اب اس "زہرِ ہلاہل" نے اپنی لپیٹ میں مقدس انسانی رشتوں کو بھی لے لیا ہے۔

مشینی دور کے آنے کے بعد انسان نے جلد از جلد ترقی کے مدارج طے کیے اور وہ چاند تک پہنچ گیا لیکن اس کے ساتھ اخلاقی تنزلی کا بھی شکار ہو گیا۔ پہلے بات صرف زبان کی حد تک تھی لیکن اب دشمنی قتل و غارت گری تک پہنچ گئی۔ دنیا کا کون سا گوشہ اب ایسا رہ گیا ہے جہاں امن اور سکون ہو۔ کشمیر کے دریاؤں میں خون کی لالی، افغانستان کے سنگ رخ پہاڑوں میں گولہ بارود کی آوازیں، فلسطین اور آذربائیجان کے میدانوں میں اٹھتا ہوا دھواں ہم سے یہ سوال کر رہا ہے کہ کیا انسانیت تباہی کے گڑھے میں گر نہیں چکی ہے کیا آج کا انسان پھر وہ غاروں میں رہنے والا انسان نہیں بنتا جا رہا، بقولِ شاعر

Scanned with CamScanner

ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند
گستاخیٔ فرشتہ ہماری جناب میں

غور کیا جائے تو اس بدحالی کا اصل سبب خدائی طرف سے ودیعت کیے ہوئے نصب العین سے انحراف ہے۔ امن پسندی اور امن دوستی جو بھی انسان کا شیوہ تھا آج ختم ہو چکا ہے اور اس طرح سے کائنات کی سب سے عظیم تخلیق اپنے تنزل کا شکار ہے آج کی یہ بے اطمینانی اور بے سکونی انسان کی بداعمالیوں کی غمازی کر رہی ہے۔ بقولِ شاعر

بسکہ دشوار ہے ہر کام کو آساں ہونا
آدمی کو میسّر نہیں انساں ہونا۔

اسی باعث آج کا ہر ذی شعور انسان بے اختیار یہ کہنے پر مجبور ہو گیا ہے۔
ہم شرمندہ ہیں اس دور کے انساں ہو کے۔

عید کے پُرمسرت موقعہ پر
مردانہ و بچگانہ ریڈی میڈ
گارمنٹس کے لئے
پوشاک پیلس
دوکان نمبر ۲، ایس، ڈی ۷، ا بلاک جی متصل منصور مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی۔

Scanned with CamScanner
CamScanner

روبینہ شجاع الدین۔

ترتیبِ اشعار (مجموعۂ اشعار)

اب کے رُت بدلی تو خوشبو کا سفر دیکھے گا کون
زخم تو پھولوں کی طرح مہکیں گے پر دیکھے گا کون

فاصلے وقت کی دہلیز پہ سر رکھ دیں گے
زندگی جان تو لے سیر و سفر میں رہنا۔
جن کے ہاتھوں میں ہیں پتھر وہ بھلا کیا جانیں
کیسے بنتے ہیں ثمر کیا ہے شجر میں رہنا

کیا خبر تھی خزاں ہوگی مقدار اپنا
ہم نے ماحول بنایا تھا بہاروں کیلئے

ہم ہمتی سے کیوں نہ ہو تو حسین زندگی
انسان کا وقار عزمِ جواں سے ہے

کتنے ہیں معصوم انسان کہ بہل جاتے ہیں
اپنی کوتاہی کو دے کر غم و الام کا نام

کچھ اس طرح لٹا ہے گلستانِ آرزو !
دِل کانپتا ہے بہاروں کے نام سے

کیا اس لئے چنوائے تھے تقدیر نے تنکے
بن جائے نشیمن تو کوئی آگ لگا دے

کتنے ہونٹوں سے تبسم کے جنازے لیکر!
دوستوں وقت دبے پاؤں گزر جاتا ہے!

کریں گے مر کے بقائے دوام کیا حاصل
جو زندہ رہ کے مقامِ حیات پا نہ سکے

کِس رات کی آنکھوں میں پیمانِ سحر ہوگا!
یہ خواب جو کونپل ہے کس رُت میں شجر ہوگا!

وہ زندگی جو کبھی تھی وہ زندگی نہ رہی!
دلوں میں اپنے وہ پہلی سی روشنی نہ رہی

اے قہرِ خدا، اس دنیا پر گرتی نہیں کیوں بجلی تیری
گھر سے دور اِک پورا کنبہ، جنگل میں لُوٹا جاتا ہے

میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ بھی دیکھتا ہوں یہاں
بغیر خوف و خطر سب وہ نفرتیں لکھوں

Scanned with CamScanner

معاونین

برائے حیدر آباد

محمد جمیل

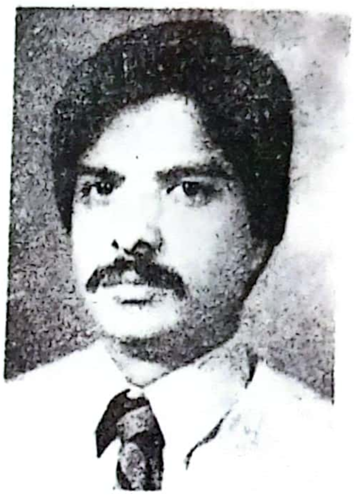

نعیم الدین

اہل برادری کی خدمت میں

دلی عید مبارک

پیش کرتے ہیں

وسیم برادرز آئرن ورکس بابائے اردو روڈ کراچی فون نمبر تجارتی ۷۲۶۶۲۴ ۶۱۹۲۵۵

قدر

- علم کی قدر جاہل سے پُوچھو۔
- دولت کی قدر غریب سے پُوچھو۔
- وقت کی قدر محنتی سے پُوچھو۔
- روٹی کی قدر بھوکے سے پُوچھو۔
- تندرستی کی قدر بیمار سے پُوچھو۔
- والدین کی قدر یتیم سے پُوچھو۔

بیکار ہے

- بیکار ہے وہ قوم جس میں اِتحاد نہ ہو۔
- بیکار ہے وہ کتاب جس میں علم نہ ہو۔
- بیکار ہے وہ دوست جس میں وفا نہ ہو۔
- بیکار ہے وہ دل جس میں تڑپ نہ ہو۔
- بیکار ہے وہ پردہ جِس میں حیا نہ ہو۔
- بیکار ہے وہ عدالت جس میں انصاف نہ ہو۔
- بیکار ہے وہ سپاہی جس میں بہادری نہ ہو۔
- بیکار ہے وہ گھر جس میں قرآن نہ ہو۔
- بیکار ہے وہ لڑکی جس میں شرم نہ ہو۔

یاسمین ناز نواب حسین
(حیدرآباد)

دوست

اس لفظ پر اگر غور کیا جائے تو دیکھنے میں آئے گا کہ "دو" تو دو کے لئے استعمال ہوا ہے اور "ست" ستون سے لیا گیا ہے ان دونوں کو جب ملا دیا جائے تو دوست بنتا ہے۔ ایک اہم اور ایک ہمارا دوست دوستوں کی مانند ہیں۔ جس پر دوستی کا خوبصورت محل کھڑا ہے۔ محل اس وقت تک اپنی جگہ ثابت و سالم کھڑا رہتا ہے جب تک اس کے دونوں ستون موجود رہیں۔ اگر اس میں سے ایک بھی ستون گر جائے تو محل تباہ و برباد ہو جائے گا۔ یہی حال دوستی کا ہے جب تک دونوں دوستوں میں محبت و خلوص کا رشتہ قائم ہے وہ دوستی ایک اٹل دوستی ہے لیکن کبھی یہی دوست ایسے چھوڑ جاتے ہیں جیسے کہ خزاں کے آنے پر مکھی باغ کو چھوڑ جاتی ہے۔

دوستی ایک ایسا نازک پھول ہے جس نے اپنے پنکھ فضا میں پھیلا رکھے ہیں اگر احتیاط نہ کی جائے تو یہ نازک رشتہ پل بھر میں ٹوٹ جاتا ہے۔ دوستی ایک پاکیزہ جذبہ ہے جو دلوں کے درمیان پرورش پاتا ہے۔ غم کے بادلوں کو شکست دینے اور آنسوؤں کو روکنے کے لئے صرف حقیقی دوستی کی ضرورت ہے

دوست وہ نہیں جو صرف زبان سے دوستی جتلائے۔ دوست تو وہ ہے جو اس کا احترام کرے اور اس کی ہر خواہش جو کہ وہ خود پورا نہیں کر سکتا پوری کرنے کی کوشش کرے اور اسکے برے وقت میں کام آئے ضرورت پڑنے پر ساتھ دے اور اس کے خلوص کو پیش کرے اپنے دلوں سے دوستی کا حال پوچھو کیونکہ یہ ایسے گواہ ہیں جو کسی کا رشوت نہیں لیتے۔

سب سے بڑا دوست وہ ہے جس کے لئے تکلیف کرنی پڑے ہر نئی چیز اچھی لگتی ہے لیکن دوستی جتنی پرانی ہو اتنی عمدہ اور مضبوط ہوتی ہے۔ دوستوں کو نصیحت تنہائی میں اور ان کی تعریف محفل میں کرو۔ جہاں تمہیں صداقت اور خلوص نظر آئے دوستی کا ہاتھ بڑھاؤ ورنہ تنہائی بہترین رفیق ہے۔

دوست پر جینا دوست پر مرنا
ع اتنی ہمت نہ ہو تو دوستی نہ کرنا

یاسمین ناز نواب حسین
(حیدر آباد سندھ)

Scanned with CamScanner CamScanner

فرح ناز معین
حیدرآباد

"میری نظر میں ۔ میرے قلم سے"

زندگی

زندگی اللہ سائیں کی بخشی ہوئی بے شمار نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے۔ رحمت الٰہی کی جانب سے انسانوں کے لیے بہت عظیم تحفہ ہے جس کی عظمت اور حرمت کی جتنی تعظیم و تکریم کی جائے کم ہے۔ اس کی حفاظت کرنا اور صحیح استعمال کرنا ہی اللہ تعالیٰ کی اس بیش قدر نعمت کا شکر بجا لانے کے مترادف ہوگا۔ زندگی جامد رہنے کا نام نہیں بلکہ یہ مسلسل جدوجہد اور متحرک رہنے کا تقاضا کرتی ہے۔ کامیاب ترین زندگی وہی گزار سکتا ہے جو کٹھن حالات میں جرأت ہمت سے کام لے۔ اگر مشکل موڑ پر صبر اور ہمت سے کام لینے کے بجائے کمزور پڑھ جائے تو زندگی بے معنی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ہر کمزور کبھی نہ کبھی طاقتور کا شکار بنتا ہے۔ اس لئے جبتک حیات ہے کاوشیں اور عملی جدوجہد ضروری ہے۔

زندگی صرف ایک بار ملتی ہے۔ اس کا ایک ایک پل قیمتی ہے۔ زندگی انمول ہیرا ہے۔ جیسے تراشنا انسان کا کام ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ انسان چاہے تو اس نعمت کو اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں پر گزار کر ایک مثالی اور یادگار زندگی گزار سکتا ہے اور چاہے تو اس کی قدروں کو بھول کر اسے اپنے لئے بوجھل بنالے۔ اپنی زندگی کو خواہشات کا غلام نہیں بنانا چاہیئے۔ بلکہ خواہشات نفس سے آزاد ہو کر انسان کو ہمیشہ وسیع نظر اور قدرت کی عطا کردہ صلاحیتوں کو کام میں لاتے ہوئے ایک ایسی زندگی گزارنی چاہیئے جو دوسروں کے لئے ایک نعمت بن جائے۔ میری نظر میں آج کل کے اس فائٹنگ کے دور میں انسان کو اپنی زندگی کا ہر لمحہ ہر صبح و شام بھرپور زندگی کے ساتھ گزارنی چاہیئے۔

زندگی سے لطف اندوز ہونے والے جانتے ہیں۔ انہیں اپنے لئے اور دوسروں کے لئے ہر پل مسکرانا ہے۔ کیونکہ مسکراہٹ ہی پھول جیسی زندگی گزارنے کا راستہ ہے۔

اپنے مقاصد کے ساتھ ساتھ دوسروں کے مقاصد کے لئے کوشش جاری رکھنا میری نظر میں زندگی کا حصہ ہے۔

فرح ناز معین
(حیدرآباد)

Scanned with CamScanner

پیغام

نعیم الدّین شیخ
بی کام حیدرآباد

میں جناب صدر بزمِ ادب اور جناب جنرل سیکریٹری بزمِ ادب کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے ۱۹۸۹ء کے بزم ادب کے پروگرام میں حیدرآباد میں مقیم برادری کے افراد کو مدعو کیا اور خصوصی انتظام کر کے ہمیں ذمہ داری دی کہ اس عمل کو یقینی بنائیں۔ میں نے اور جناب جمیل احمد صاحب اور جناب خلیق ذکائیؔ نے مل کر اور باہمی مشوروں سے اس کام کو مکمل کیا۔

پچھلے سال منعقد ہونے والی بزم ادب میں حیدرآباد سے لگ بھگ 40 افراد نے شرکت کی۔ پروگرام کو بہت پسند کیا۔ اپنے عزیزوں اور برادری کے بہت سے افراد سے ایک محفل میں مل کر بہت خوشی محسوس کی۔

میں اپنی جانب سے اور برادری کے دوسرے افراد کی جانب سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مسرت کے اس موقع پر ہمیں یاد رکھا۔ اور عید کی خوشیوں کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

نعیم الدّین شیخ
بی کام۔ حیدرآباد

Scanned with CamScanner
CamScanner

بزمِ ادب ۱۹۸۹ء

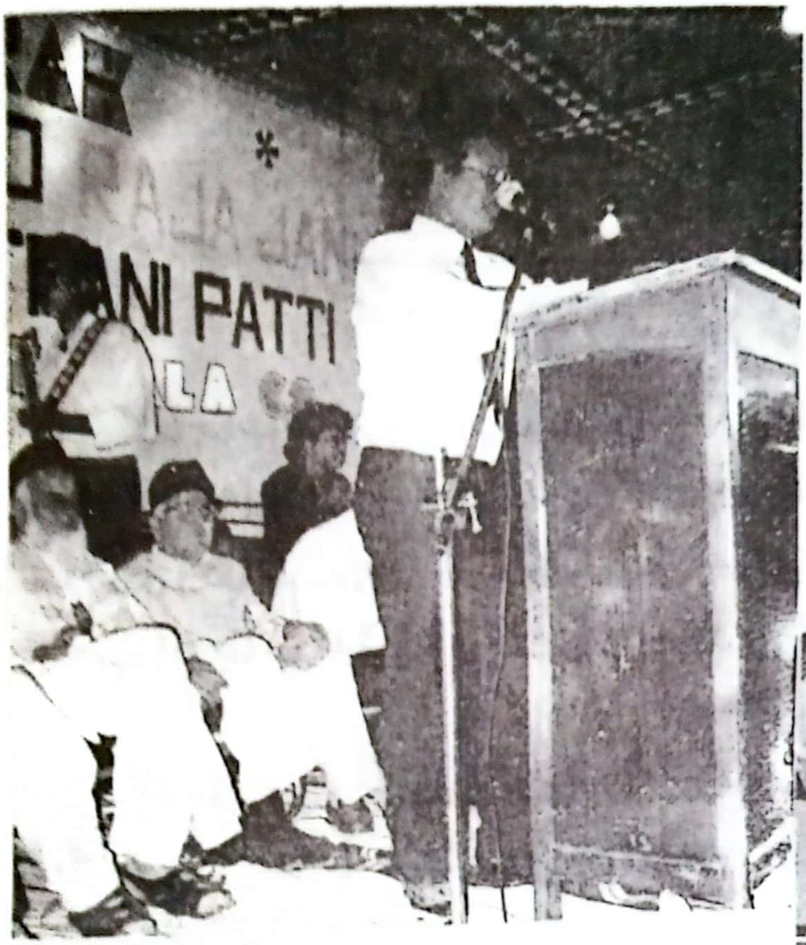

صدر بزم ادب خطاب کرتے ہوئے

ظفر جمال انعام لے کر خوش ہیں

Scanned with CamScanner

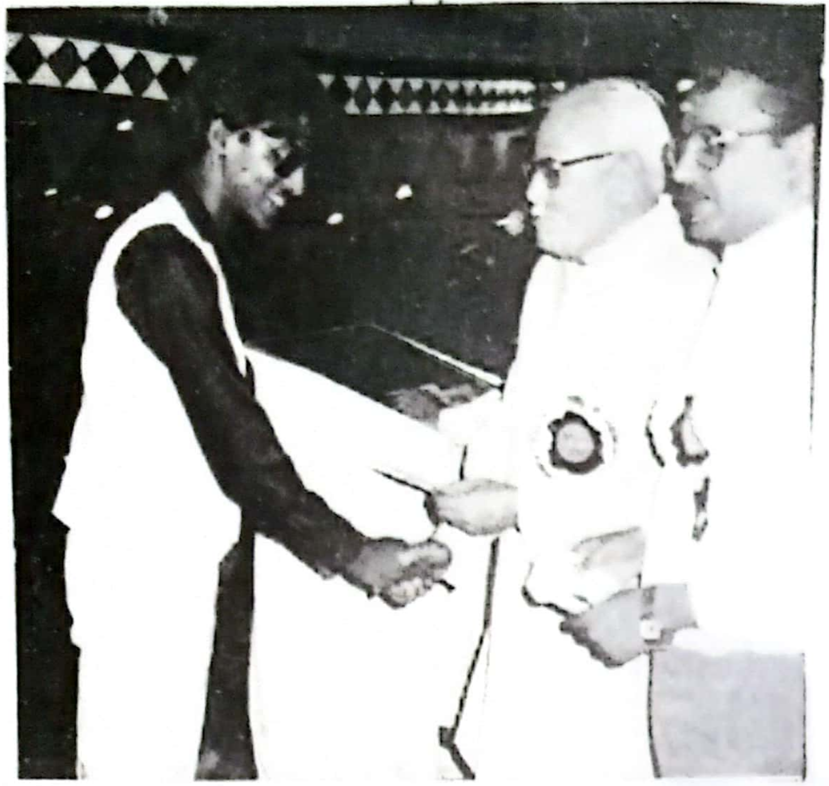

بزم ادب
۱۹۸۹
کی
جھلکیاں

الیکشن برائے بزمِ ادب ۱۹۹۰ء

امیدواروں کے آپس میں صلاح ومشورے

تقریب حلف برداری

Scanned with CamScanner CamScanner

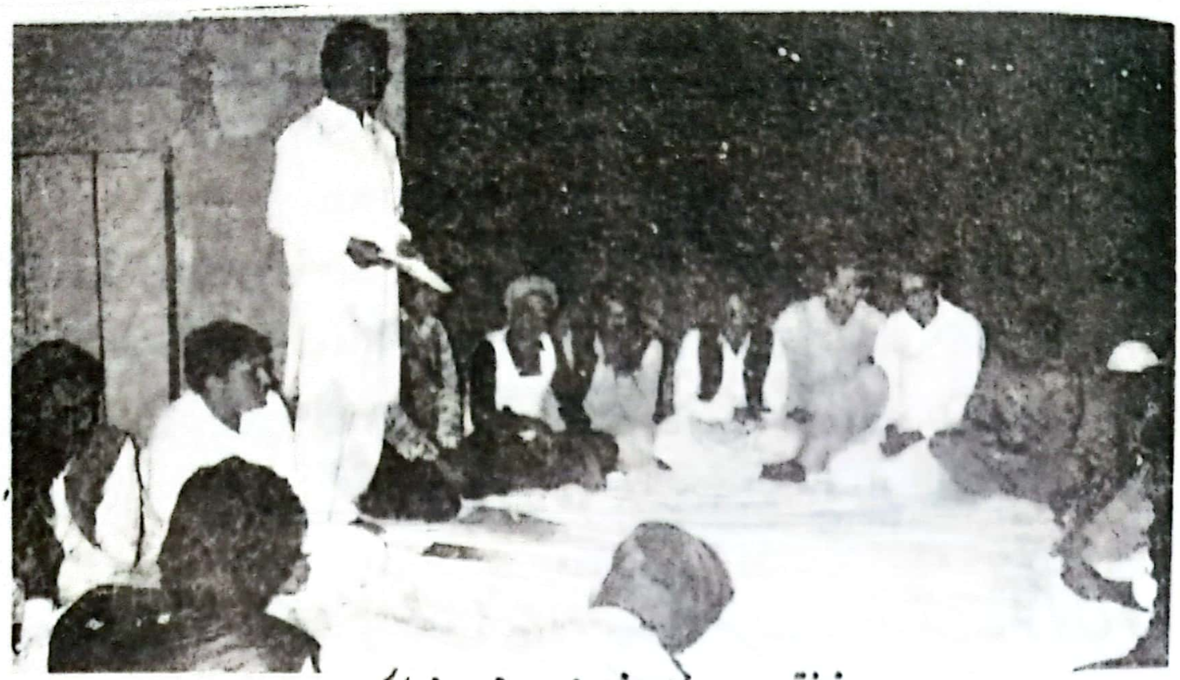

نومنتخب صدر مظہر اختر فریدی اظہار خیال کر رہے ہیں۔

الیکشن کے کچھ شرکاء

نوید اطہر پروگرام کی سوشح میں

Scanned with CamScanner
CamScanner

پیغام

میں اپنی اور مجلس منتظمہ بزم ادب کی طرف سے آپ لوگوں کو

دلی عید مُبارک

پیش کرتا ہوں اور اُن تمام لوگوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے ہماری دامے، درمے، سخنے اس پروگرام کے انعقاد میں ہماری معاونت کی۔

بزم ادب ایک ایسا ادارہ ہے جس کی افادیت اور ضرورت برادری کا فرد محسوس کرتا ہے اور یہ نوجوانوں کی ذمہ داری ہے کہ اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اس روایت کو برقرار رکھتے ہوئے نئے زمانے سے مطابقت رکھنے والی ضرورتوں کو پورا کریں۔ شکریہ

آپ کا ممنون

ندیم احمد

(نائب صدر)

جائزہ

سب سے پہلے میں اپنی اور تمام مجلس منتظمہ کی جانب سے تمام حاضرین کو دلی عید مبارک پیش کرتا ہوں اور رب ذوالجلال کے کرم سے مجلس منتظمہ سال رواں کی کارکردگی آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

بزم ادب ۱۹۹۰-۹۱ء کے الیکشن مورخہ ۱۷ اکتوبر کو قومی ہال میں منعقد ہوئے اس میں نوجوانوں کی تعداد دیکھ خوشی ہوئی نوجوانوں میں کام کرنے کا جذبہ ہے۔ غرض یہ کہ سابقہ مجلس منتظمہ بزم ادب جناب عمران سبحان کو الیکشن کمشنر منتخب ہونے کے بعد سبکدوش ہوگئی۔ جس کے بعد الیکشن کمشنر صاحب نے نومینیشن فارم جمع کرنے کے بعد حاضرین کے ہاتھ اٹھوا کر ووٹ حاصل کئے جس میں مندرجہ ذیل حضرات بزم ادب ۱۹۹۰-۹۱ء کے لئے منتخب قرار پائے۔

(۱)	مظہر اختر فریدی	صدر
(۲)	ندیم احمد	نائب صدر
(۳)	محمد آصف اشتیاق	جنرل سیکریٹری
(۴)	اقبال احمد	جوائنٹ سیکریٹری
(۵)	نوید اطہر	پروگرام سیکریٹری
(۶)	نبیل اختر فریدی	فنانس سیکریٹری
(۷)	حسین الدین	سوشل سیکریٹری
(۸)	شہزاد پرویز	لٹریری سیکریٹری
(۹)	جمیل احمد	پروپیگنڈہ سیکریٹری

(۱) منتخب مجلس منتظمہ بزم ادب کا پہلا اجلاس بوستان حکیمان سینٹر پر منعقد ہوا جس میں تمام متعلقہ امور پر غور کیا گیا اور یہ طے پایا کہ مورخہ ۱۸ مارچ سے رقم کی وصولیابی کی جائے۔

(۲) "ملن" کے مواد کے لئے تمام مجلس منتظمہ سے تاکید کی گئی وہ تمام مواد ۱۰ اپریل تک جناب شہزاد صاحب کو پہنچا دیں۔

(۳) "ملن" کے اشتہارات کے لئے بکنگ کا آغاز کیا۔

دوسرا اجلاس محمد آصف کے گھر پر منعقد کیا گیا جس میں تمام مجلس منتظمہ کی کارروائی پر بحث کی گئی۔ پروگرام کے بارے میں تمام اراکین کی رائے لی گئی تاکہ کوئی ایسا پروگرام مرتب کیا جائے جو تمام برادری کے افراد کو یکساں تفریح فراہم کر سکے اور اس کے لئے تمام اراکین بزم ادب پورے رمضان اس کے لئے تمام تر صلاحیتوں بروئے کار لاتے ہوئے مجموعی طور پر ہم کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں اس کا فیصلہ آپ پر ہے۔

آخر میں میں تمام معاونین کا شکرگزار ہوں اور ان تمام حضرات کا بھی جنہوں نے ہماری مالی و دماغی رہنمائی کی۔

ہمارے ساتھ محبت سے پیش آیا کریں
بڑے کشادہ دل و جاں نثار ہیں ہم لوگ

(شکریہ)

محمد آصف اشتیاق

اظہارِ تشکر

معزز حاضرین اکرام !

آداب،

سب سے پہلے میں آپ تمام حاضرین کو دلی عید مبارک پیش کرتا ہوں جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آج کا پروگرام بہت اہمیت کا ہوتا ہے کیونکہ اس میں تقریباً برادری کا ہر فرد شرکت کرتا ہے۔ اس پروگرام کو دلچسپ اور معلوماتی بنانے کے لئے اکیلا ہی نہیں بلکہ تمام مجلس منتظمہ پورے ماہ صیام میں اس کی بہتری کے لئے جانفشانی سے مصروف رہتی ہے۔

ہماری یہ کوشش ہوتی ہے کہ ہمارے پروگرام سے ہر فرد لطف اندوز ہو سکے۔ ہم اس میں کہاں تک کامیاب ہوئے اس کا فیصلہ آپ یہ پروگرام دیکھ کر کریئے گا۔

میں ان تمام افراد کا شکرگزار ہوں جنہوں نے ہمارے ساتھ مکمل تعاون کیا۔ اگر ہم سے کسی قسم کی کوئی کوتاہی ہو تو فراغ دلی سے معاف کیجیئے گا۔ اور آپ اپنے قیمتی مشوروں سے ہم کو نوازیں۔

(شکریہ)

نوید اطہر، پروگرام سیکریٹری

ایک لڑکے کے بال بہت لمبے تھے۔ جو اُس پر بہت اچھے لگتے تھے۔ ایک دن اس کے باپ نے اس سے بال کٹوانے کو کہا۔ بیٹے نے سُنی اَن سُنی کر دیا۔ دوسرے دن باپ نے پھر کہا۔ بیٹے نے پھر بھی بات نہ سُنی تیسرے دن جب باپ نے دوبارہ کہا تو بیٹے نے جھنجھلا کر کہا۔

"پاپا آپ میرے بال کٹوانے پہ اتنا زور کیوں دے رہے ہیں؟"

"بیٹے لوگ تیری بہن کو دیکھنے آتے ہیں اور تجھے پسند کر جاتے ہیں۔"

باپ نے بے چارگی سے کہا۔

"اقوال زریں"

(۱) حضور اکرمؐ نے فرمایا۔

اگر ایک شخص جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹی باتوں پر عمل کرنا نہیں چھوڑتا تو اس کا روزہ کیا کام دے گا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

"جب نیکی تمہیں مسرور کرے اور برائی افسردہ کرے تو تم مومن ہو۔"

(۳) حضرت علیؓ!

"خوش اخلاقی سے پیش آنا سب سے بڑی نیکی ہے۔"

(۴) ابنِ زیدون!

"دوست کا عیب اُس سے چُھپانا خیانت ہے اور دوسروں کو بتانا غیبت ہے۔

(۵) ڈماس تھینز:

"جس طرح برتن کی آواز سے پتا چل جاتا ہے کہ یہ ٹھیک ہے یا ٹوٹا ہوا، اسی طرح آدمی کو گفتگو سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ عقل مند ہے یا بے وقوف۔"

(۶) ولیم ہزلٹ:

"آدمی کو سمجھنے کے لئے اس کے جوابات کے بجائے اس کے سوالات پر غور کرو۔"

(نام۔ آصفیہ کوثر ولد حافظ محمد اظہار)

Scanned with CamScanner

چوہدری شیخ مقیم الدین

چوہدری محمد ایوب قادری

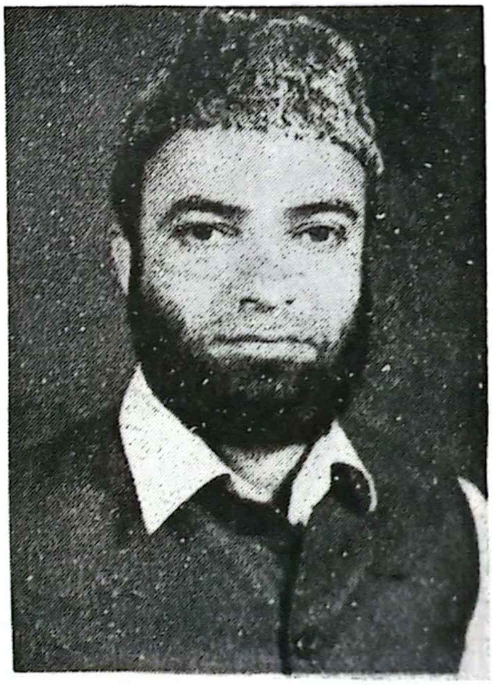

شجاع الدین رومی
صدر فرینڈز سرکل

ابو محمد نقی صاحب۔
صدر اعلیٰ مجلس انتظامیہ

Scanned with CamScanner

اظہار تعزیت

مجلس منتظمہ بزم ادب برادری کے ان افراد کے انتقال پر دلی افسوس کا اظہار کرتی ہے جو کہ سال رواں گذشتہ میں اس جہاں فانی سے کوچ کر گئے ہیں جن میں خصوصاً

ڈاکٹر معین الدین بقائی صاحب وفاقی سیکریٹری وزارت مراعات امور منصوبہ بندی حکومت پ سابقہ صدر بزم ادب کراچی)

ڈاکٹر فصیح الدین بقائی صاحب (سابقہ کراچی یونیورسٹی وسابقہ صدر بزم ادب کراچی)

حاجی رحیم الدین صاحب (شہید) والد محترم جناب حسین الدین (سوشل سکریٹری)

جناب محمد احمد صاحب (والد محترم جمیل احمد صاحب پروپیگنڈہ سکریٹری)

جناب سبحان بخش صاحب (ہارڈ ویئر والے)

جناب عبد الستّار صاحب

مجلسِ منتظمہ بزمِ ادب پسماندگان کے غم میں برابر کی شریک ہے اور مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

آمین

منجانب

مجلس منتظمہ بزم ادب

Scanned with CamScanner

استقبالیہ کمیٹی

بزمِ ادب برائے سال ۱۹۹۰ء

- چوہدری مقیم صاحب
- چوہدری محمد ایوب صاحب
- بابو محمد تقی صاحب
- شجاع الدین رومی صاحب
- حنیف صاحب
- ایف یو بقائی صاحب
- مقبول اختر فریدی صاحب
- عبدالخالق صاحب
- جواد صاحب
- امیر حسین جیلانی صاحب
- شیخ مختار احمد صاحب
- انیس احمد صاحب
- ابرار الحسن صاحب
- اشتیاق احمد صاحب
- مبین صاحب
- حافظ یٰسین صاحب
- منظور حسین صاحب
- شفیق الرحمان صاحب
- ہمایوں اختر صاحب

Scanned with CamScanner
CamScanner

ساتھی جن کے انتقال پر پوری برادری سوگوار ہے

ڈاکٹر معین الدین بقائی (مرحوم)

سابق صدر

بزم ادب

حاجی محمد حسیم الدین شہید

شہید ۱۱؍اپریل ۱۹۹۰ء

Scanned with CamScanner